فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ......

......انہیں پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے ان (خدیجہ رضی اللہ عنہا) کو سلام کہیے اور ان کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دیجیے...... (صحیح بخاری 3820)

سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حکیم محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

297.9921
خ 49 ا
108590

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

......فاقرأ علیہا السّلام من ربّہا ومنّی، وبشّرہا ببیت فی الجنۃ......

......ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے ان (خدیجہ ؓ) کو سلام کہیے اور ان کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دیجیے...... (صحیح بخاری 3820)

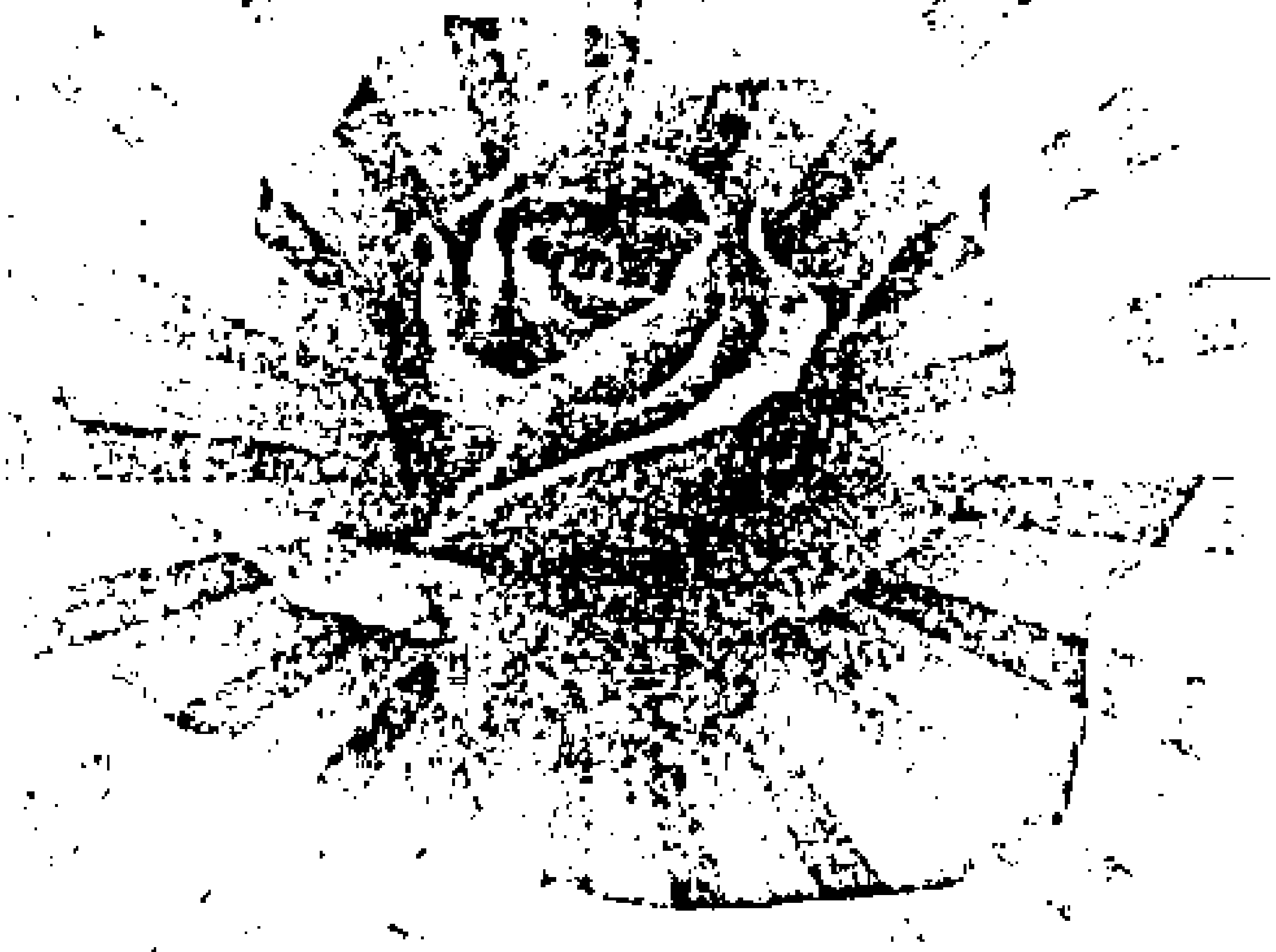

سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حکیم محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز

MUSLIM PUBLICATIONS

Marfat.com

ادریس ہاشمی ... محمد

جملہ حقوق اشاعت برائے مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

ناشر: مسلم پبلیکیشنز
سوہدرہ (گوجرانوالہ)

مدیر: حکیم محمد ادریس فاروقی

ڈسٹری بیوٹر

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض ० جدہ ० شارجہ ० لاهور
لندن ० هیوسٹن ० نیویارك
DARUSSALAM

۲۹۷۶۶۲۱
۱۵۸۵۹۵

سعودی عرب (هیڈآفس ومرکزی شوروم)

پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب
فون:00966-1-404 3432-403 3962 فیکس:402 1659

E-mail: Darussalam@naseej.com.sa
Website: www.dar-us-salam.com

① طریق مکہ۔العلیا برانچ الریاض فون:00966-1-4614483 فیکس:4644945
② شارع العین۔الملز برانچ الریاض فون:00966-1-4735220 فیکس:4735221
③ جدہ فون وفیکس:00966-2-6807752
④ الخبر فون:00966-3-8692900 فیکس:8691551

شارجہ

شارجہ فون:5632623 فیکس:5632624 (009716)

پاکستان (هیڈآفس ومرکزی شوروم)

① 36-لوئر مال۔ سیکرٹریٹ سٹاپ۔ لاہور فون:0092-42-7240024-7232400
فیکس:7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com
شوروم② غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور فون:7120054 فیکس:7320703
شوروم③ اردو بازار گوجرانوالہ فون:0092-431-741613 فیکس:741614

لندن

فون:0044-208 5202666 فیکس:208 5217645

امریکہ

① ہوسٹن فون:001-713 7220419 فیکس:7220431
② نیویارک فون:001-718 6255925

ایڈیشن: (3) طبع: (2006) تعداد: (1100)

مطبع: اُسد پرنٹنگ پریس 36۔لوئر مال لاہور فون 7240024

فہرست مضامین

عرض ناشر	۱۰
مولانا محمد ادریس فاروقی	۱۲
دیباچہ	۲۱
سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۲۷
ولادت	۲۷
ایک نکتہ	۲۸
حسب ونسب	۲۸
خاندانی شرافت	۲۹
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھرانہ	۲۹
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تربیت	۳۱
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قدیم مذہب	۳۲
چند مذہبی واقعات	۳۳
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی	۳۵
دوسری شادی	۳۶
بیوگی کا زمانہ	۳۷
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کاروبار	۳۸

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارتی معاہدہ ۳۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شام ۳۹
سفر میں معجزات نبوی کا ظہور ۴۱
بحیرا راہب کا واقعہ ۴۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر سے واپسی ۴۶
ضعیف اور غلط روایات ۴۶
حالات سفر کا انکشاف ۴۸
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اشتیاق ۴۹
نکاح کا پیام ۴۹
خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تیسری شادی ۵۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ۵۱
مثالی سادگی ۵۳
مسرت کی لہریں ۵۴
قیمتی اسباق ۵۵
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادمانی ۵۶
ایک نکتہ ایک راز ۵۷
قابل تقلید ازدواجی تعلقات ۵۹
شوہر کی خدمت واطاعت ۶۰
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بے مثال ایثار ۶۱
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ۶۲
خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تکلفات سے نفرت ۶۳

سادگی کے دو واقعات	۶۴
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء سے سلوک	۶۵
سادہ زندگی، سادہ معاشرت	۶۷
زوجین کے مذہبی عقائد	۶۹
عارفانہ مذاکرات	۷۱
معبود حقیقی کا تصور	۷۱
حق کی تلاش	۷۲
حب الٰہی کا آغاز	۷۳
نزول وحی وعطائے نبوت	۷۵
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ	۷۶
نزول قرآن	۷۹
تین سال کا توقف	۸۱
سورۂ مدثر کا نزول	۸۲
مسلمہ اول خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا ایمان	۸۳
اسلام کی خفیہ تبلیغ	۸۵
اسلام کی علانیہ تبلیغ	۸۶
واقعہ کوہ صفا	۸۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تشفی	۹۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب کا ہجوم	۹۱
جنون وکہانت کے الزامات	۹۱
قرآن اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زبان میں یکسانیت	۹۳

Marfat.com

مسلمانوں کی اذیت پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا رنج	۹۴
اہل اسلام کی اعانت	۹۵
محصورین کی بھرپور امداد	۹۶
اسلام کی ترقی پر انتہائی خوشی	۹۷
اسلام کے لیے عظیم قوت	۹۸
مسلمانوں کی روحانی امداد	۹۹
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تبلیغی خدمات	۱۰۰
اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی	۱۰۱
زہد و عبادت	۱۰۲
فیاضی اور کریمی	۱۰۴
اولاد کی تربیت	۱۰۵
روایت حدیث	۱۰۶
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد	۱۰۷
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۱۰۷
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	۱۰۹
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	۱۱۰
سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا	۱۱۱
خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب	۱۱۴
افضل ترین خاتون	۱۱۴
خواتین جنت میں بہترین	۱۱۴
امور نبوت کی معاون	۱۱۵

Marfat.com

اللہ کی طرف سے محبت	۱۱۵
تکذیب میں تصدیق کرنے والی	۱۱۵
بے پناہ صفات کی مالکہ	۱۱۶
اللہ تعالیٰ کا سلام	۱۱۷
خوشنودی رسول	۱۱۷
رسالت کی بلا تاخیر تصدیق	۱۱۷
یقین کامل	۱۱۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت	۱۱۸
ایمان کی مضبوطی	۱۱۸
شرک سے نفرت	۱۱۹
مالی قربانیاں	۱۱۹
زہد وتورع	۱۲۰
خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا انتقال پر ملال	۱۲۱
عام الحزن	۱۲۱
صدمۂ عظیم	۱۲۱
کفار کے ناپاک عزائم	۱۲۳
اللہ تعالیٰ کی حمایت	۱۲۳
سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی یاد	۱۲۴
غیر مسلم مصنفین کی آراء	۱۲۶

❀❀❀

Marfat.com

عرض ناشر

ادارہ مسلم پبلی کیشنز لاہور/سوہدرہ نے قوم کی اصلاح کے پاکیزہ مشن کو سامنے رکھتے ہوئے سیرت وسوانح پر مختلف کتب شائع کی ہیں' مثلاً رہبر کامل' نبیٔ رحمت' عفیفۂ کائنات' سیرت عائشہ صدیقہ' سیرت فاطمۃ الزہراء' سیرت حسین' سیرۃ الائمہ' سیرۃ ابوحنیفہ' سیرت آزاد' نقوش ابوالکلام' استاد پنجاب' تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ' سیرت ثنائی' وغیرہ۔ سیرت خدیجۃ الکبریٰ' اسی سلسلۂ جمیل کی کڑی ہے۔

اس موضوع پر مارکیٹ میں چند کتب ملتی ہیں جو اپنی اپنی جگہ اچھی ہیں۔ مگر سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انداز اور اسلوب نگارش ان سب سے الگ ہے۔ یہ فرق دوسری کتب سے تقابل کرنے پر معلوم ہوسکتا ہے۔

کتاب ہٰذا میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ولادت' حسب ونسب' گھرانہ' تربیت' جوانی' شادی' بیوگی' کاروبار' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح' آپ کی خدمت و اطاعت' اخلاص وایثار' سادگی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء سے حسن سلوک' ایمان' دردِ قوم' قوم کی شناخت' محصورین کی امداد' اسلام کی خدمت' تبلیغی مساعی' زہد وعبادت' فیاضی و کریمی' اولاد کی تربیت' حدیث کی خدمت' اللہ اور اس کے رسول کی رضاجوئی' فضائل و مناقب' اور بنات الرسول سیدہ زینب' سیدہ رقیہ' سیدہ ام کلثوم' سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنھن کے مختصر حالات زندگی نہایت عمدگی اور جامعیت سے یکجا کر دیے گئے ہیں' جس سے اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ کتاب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بابت معلومات کا خزانہ ہے۔

Marfat.com

کتاب ''سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا'' کا انداز تحریر سلیس اور دلکش ہے۔آپ کی زندگی کے بہت سے گوشے بے نقاب کر دیے گئے ہیں کہ جن کے مطالعہ سے قارئین کی دلچسپی نہ صرف برقرار رہتی ہے بلکہ اس میں دگرگوں اضافہ ہوتا ہے۔

اس کتاب میں ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے برآمد ہونے والے بہترین اسباق ہدیۂ قارئین کیے گئے ہیں۔جس کی بنا پر اس کا سبقاً سبقاً مطالعہ قوم کی بہنوں' بیٹیوں کے لیے بہت مفید اور نافع ثابت ہوسکتا ہے۔

یہ ''سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا'' کا تیسرا ایڈیشن ہے جو اس وقت آپ کے مشتاق ہاتھوں میں ہے۔اسے خوبصورت کمپوزنگ' اعلیٰ طباعت اور معیاری گیٹ اپ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔تاکہ باذوق قارئین اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

امید ہے کتاب ہٰذا کو بہر پہلو قبول و پسند کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

حافظ محمد نعمان فاروقی

مینجر مسلم پبلی کیشنز

لاہور/سوہدرہ

ستمبر ۲۰۰۳ء

❀❀❀

مولانا محمد ادریس فاروقی

(محمد ارشد کسٹم آفیسر۔کوئٹہ)

مولانا محمد ادریس فاروقی حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی علیہ الرحمۃ کے حقیقی پوتے اور مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔آپ چھ بھائی تھے چار وفات پا چکے ہیں۔اب آپ دو بھائی ہیں۔دوسرے بھائی محمد اویس صاحب' اسلام آباد میں شعبہ صحافت سے منسلک ہیں۔بڑے سلجھے ہوئے پڑھے لکھے اور گفتگو کا اچھا سلیقہ رکھتے ہیں۔

مولانا فاروقی ۱۹۴۸ء میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ ایک نہایت روشن ستارہ ہے جس سے سب جگہ روشنی پھیلی ہوئی ہے۔پھر آپ نے ایک اور خواب دیکھا کہ گلاب کا بہت بڑا اور تازہ پھول کھلا ہوا ہے جو پورے گھر کی زینت کو دوبالا کر رہا ہے۔اس کے بعد جلد ہی موصوف پردۂ کتم سے عالم شہود میں آ گئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والدین اور دادا جان سے لی۔پھر انٹرنس پاس کرنے کے بعد مدرسہ دارالحدیث جہلم چلے گئے۔وہاں تقریباً ایک سال مولانا عبدالمجید برادر علامہ یوسف کلکتوی اور خطیب جہلم مولانا عبداللہ مظفر گڑھی سے درسی کتب پڑھنے کے بعد شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی کے مشورے سے جامعہ سلفیہ لائل پور (جو بعد میں فیصل آباد بن گیا) داخل ہو گئے۔آپ نے ۶۱ء تا ۶۴ء جامعہ سلفیہ میں اکتساب فیضان کیا اور شیخ الحدیث حافظ عبداللہ بڈھیمالوی' مولانا محمد صادق

خلیل، پیر محمد یعقوب، مولانا حافظ بنیامین، مولانا علی محمد، مولانا محمد علی جانباز اور مولانا شریف اللہ خان رامپوری (آپ سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی اکتسابِ علم کیا تھا) سے تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، منطق، سیرت، تاریخ، تقابل مذاہب پر متعدد کتب پڑھیں۔

آپ کے ساتھیوں میں مولانا محمد حسن راشد بلتستانی، مولانا عبدالوہاب بلتستانی، مولانا حفیظ الرحمٰن لکھوی، مولانا محمد مدنی (جہلم) مرحوم، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی مرحوم، مولانا محمود احمد غضنفر، مولانا محمد بشیر سیالکوٹی، مولانا حکیم سلیم اللہ آف قلعہ میہاں سنگھ، مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا اکرم جمیل، مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری، مولانا عبدالرحمٰن لدھیانوی، شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی وغیرھم تھے۔ آپ طلبہ جامعہ سلفیہ کے ناظم اعلیٰ رہے اور مولانا محمود غضنفر صدر تھے۔ اس کے بعد آپ صدر منتخب ہوئے۔ آپ کے قیام جامعہ سلفیہ کے دوران پروفیسر ابو بکر غزنوی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر (جو اس وقت حافظ احسان الٰہی ظہیر تھے ابھی علامہ نہیں بنے تھے) مولانا عبدالسلام بھٹوی، مولانا بشیر الرحمٰن، مولانا عبدالرحمٰن واصل، حافظ اکرام اللہ، مولانا عبدالسلام ہزاروی حال پشاور، مولانا محمد بشیر (دارالعلم) اسلام آباد وغیرھم زیر تعلیم طلبہ سے آپ کا دوستانہ تھا۔ سب بڑے لائق اور بلند بخت نوجوان تھے۔

مولانا فاروقی سوہدروی کو زمانہ طلب علمی میں ہی آس پاس علاقوں میں خطبات جمعہ اور جلسوں میں تقاریر کے لیے بھی بلایا جاتا تھا۔ آپ نے فیصل آباد میں جامع مسجد رحمانیہ مندر گلی، سمن آباد، نشاط آباد، بس اڈہ اور آس پاس دیہاتوں میں کافی عرصہ خطبات جمعہ دیے۔ مولانا حافظ مشتاق احمد پرواز کی جگہ بدوملہی سیالکوٹ جا کر بھی خطبات جمعہ دیے۔ علماء نے جب کبھی دور جلسوں پر جانا ہوتا تو وہ آپ اور دو چار اور ساتھیوں مثلاً حافظ عبداللہ شیخوپوری، مولانا محمد مدنی، مولانا محمود احمد غضنفر اور حافظ

Marfat.com

اکرام اللہ صاحبان وغیرھم کو اپنی مساجد میں خطبہ جمعہ دینے کے لیے کہتے۔ فیصل آباد کے متعدد علماء اور اچھے لوگوں مثلاً مولانا محمد صدیق مرحوم' مولانا محمد یوسف انور' حاجی محمد یوسف' مولانا عبیداللہ احرار' صوفی احمد دین' مولوی یعقوب بھانبڑی' مولانا محمد اسحاق چیمہ' مولانا عبداللہ جھال خانوآنہ مرحوم' مولانا عبداللہ ویروو الوی مرحوم' مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف مرحوم' مولانا محمد رفیق مدنپوری مرحوم مولانا عبداللہ نثار' میاں عبدالمنان' میاں عبدالرشید' مولانا عبدالقادر ندوی' قاضی اسلم سیف' قاری محمد صدیق' مولانا اللہ بخش' مولانا تاج محمود' مولانا ضیاء القاسمی مرحوم وغیرھم سے آپ کے اچھے مراسم تھے۔

اسی اثناء میں حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ مولانا فاروقی حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف کے ایماء پر جامعہ سلفیہ سے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے منتقل ہو گئے۔ اور دو برس تک حضرت محدث گوندلوی' حضرت مولانا ابوالبرکات احمد اور مولانا فاروق احمد راشدی سے تفسیر' حدیث' فقہ' وراثت ادب اور بہت سے علوم پڑھے۔ آپ نے یہیں عربی فاضل کا امتحان اچھے نمبروں میں پاس کیا۔ یہ تکمیل ۶۸ء میں کی۔ آپ ۶۹ء میں مولانا ابوالبرکات کی خواہش پر بلوچستان کے شہر کوئٹہ چلے گئے۔ کوئٹہ بڑا پرفضا مقام تھا۔ وہاں آپ کے حقیقی خالو پروفیسر صوفی عبدالعزیز (ڈبل ایم اے گولڈ میڈلسٹ) اقامت پذیر تھے۔ آپ ان کے پاس رہے۔ اور مسلسل ۲۲ برس تک جامع مسجد غزنویہ نزد سائنس کالج کوئٹہ میں توحید وسنت کے زمزمے بلند کرتے رہے۔ آپ نے مسجد اور مسلک توحید وسنت کو ترقی دی۔ خود بندہ اور میری طرح قرب وجوار سے کثیر لوگ آپ کا خطاب سننے کے لیے آتے تھے۔ آپ کے دور میں جامع مسجد غزنویہ میں کافی رونق تھی۔ اللہ نے اس مسجد کو اب ایسے چار چاند لگائے کہ تقریباً پچاس لاکھ روپے کے

Marfat.com

مصارف سے وہ از سر نو چار منزلہ تعمیر ہو چکی ہے۔ وہ لوگ مرد/خواتین اب بھی آپ کو یاد کرتے ہیں۔ یہ ساری عزت آپ کو اللہ کی طرف سے ملی۔ علاوہ دیگر خدمات کے آپ نے سی ایم ایچ، جیوجیکل سروے، کینٹ، سمنگلی بیس اور وسط شہر نزد سنہری مسجد ماسٹر ایزد بخش مرحوم کے ہاں سالہا سال درس قرآن وحدیث دیے۔

آپ اسلامیہ ہائی سکول میں بھی تقریباً اتنا ہی عرصہ نہم و دہم کلاس کو اردو، عربی اور اسلامیات پڑھاتے رہے۔ آپ اسکول کی لائبریری اور بزم ادب کے انچارج رہے آپ نے لائبریری اور بزم ادب کو بہت ترقی دی۔ اسکول کا سٹاف آپ سے بہت محبت رکھتا تھا۔ آپ کے دور میں اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ کے دو ہیڈ ماسٹر رہے، چوہدری محمد سلطان اور محمد یوسف بھٹی صاحبان۔ دونوں ہی آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

آپ تقریباً ۲۲ برس ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے مختلف پروگرامز میں اسلامی اور تاریخی موضوعات پر تقریریں نشر کرتے رہے۔ آپ کے پروگرام پروڈیوسر جناب عبدالرزاق درانی، جناب عبدالجلیل اور جناب عبدالستار آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ کو ٹی وی والوں نے بھی بلایا۔ مگر وہاں کا ماحول آپ کو پسند نہ آیا اور وقت کا ضیاع اس سے الگ تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے ٹی وی پر تقریر کی۔ جس میں آپ کو تین گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔

حکومت بلوچستان نے آپ کو رویت ہلال کمیٹی، عربی نصاب کمیٹی کی ممبر شپ دے رکھی تھی۔ اس سلسلے میں آپ کو کئی مرتبہ اسلام آباد اور کراچی آنا جانا پڑا۔ آپ متعدد بار سیرت کنونشن میں حکومت کی دعوت پر اسلام بھی گئے۔ آپ کو دوسرے علماء کے ساتھ ایوان صدر میں صدر ضیاء الحق اور صوبوں کے گورنروں اور وزرائے اعلیٰ کے ساتھ، مل بیٹھنے اور بات چیت کرنے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ مولانا عبداللہ خلجی وزیر

Marfat.com

مذہبی امور' میاں سیف اللہ خان پراچہ صوبائی وزیر' چیف جسٹس خدا بخش مری' ڈپٹی کمشنر ملک بشیر احمد' انسپکٹر پولیس پرویز احمد' اور انسپکٹر پولیس رحمت اللہ نیازی سے آپ کے مراسم تھے۔ یہ دونوں انسپکٹر اب ایس پی ہیں۔ نیازی صاحب آپ کے شاگرد رہ چکے ہیں۔

آپ مرکزی جمعیت اہلحدیث بلوچستان کے امیر' اور مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے نائب صدر رہے۔ آپ کے علمائے دیوبند' علمائے بریلی اور علمائے شیعہ سے روابط تھے۔ قائدین جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے ہاں آپ کا آنا جانا تھا۔ ڈاکٹر عطاء الرحمٰن' ڈاکٹر جمیل الرحمٰن سے (جو مولانا قاضی حسین احمد کے داماد ہیں) اور ان کے والد مولانا عبدالعزیز' میاں عبدالمجید' ڈاکٹر نور یٰسین اور ان کے والد حاجی ابراہیم' مولانا عبدالشکور' مولانا انوار الحق' مولانا قاری یار محمد' مولانا نیاز محمد' مولانا عبدالغفور' مولانا عبدالواحد' مولانا غلام محمد' مولانا محمد یوسف سیالکوٹی' مولانا محمد انور حاجی فیروز سے آپ کے بڑے خوشگوار تعلقات تھے۔ احباب جماعت ڈاکٹر محمد ایوب' ڈاکٹر انور کمال' ڈاکٹر حامد مقصود' ڈاکٹر عبدالجبار' شیخ عبدالرؤف' شیخ عبدالوکیل' شیخ نصر اللہ جان' شیخ حامد' حاجی عبدالرحمٰن غزنوی اور ان کے صاحبزادگان شعیب غزنوی' طلحہ غزنوی' معاذ غزنوی وغیرھم کے علاوہ قاضی ظفر الاسلام' چوہدری محمد یونس' ڈاکٹر عطاء اللہ' صوفی محمد یحییٰ' حاجی ملک عبدالحمید' ملک نعیم' سلیم' فہیم' نسیم صاحبان' حاجی نصر اللہ خان مجسٹریٹ' حاجی یار محمد پراچہ' حاجی فدا محمد پراچہ' مولوی عبدالغفور ناظر ڈی سی' ستارۂ طب حکیم زبیر حمید' حکیم سرفراز احمد' حکیم عارفین' حکیم عبدالباری پروفیسر عبدالخالق' پروفیسر اصغر' پروفیسر عبدالغفار' پرنسپل فضل حق میر صاحبان اور شہر کے دیگر بیسیوں احباب سے آپ کے مخلصانہ' دوستانہ اور مشفقانہ تعلقات تھے۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ بلوچ' پٹھان' پنجابی' ہزارے

سب آپ کا احترام کرتے تھے۔سب حلقوں میں آپ کا ایک مقام تھا۔اور یقیناً اب بھی اسی طرح ہے۔

روزنامہ جنگ اور مشرق سب جگہ آپ کے دوست تھے۔ملک فیاض صاحب اور بھٹی صاحب اور عبدالقیوم صاحب آپ کے بڑے مداح تھے۔ڈائریکٹر سکولز و کالجز پروفیسر قاضی محمد اقبال اہتمام سے آپ کے پیچھے جمعہ پڑھتے تھے۔آپ نے مسلک توحید وسنت اختیار فرمالیا تھا۔آپ موصوف سے بہت شفقت فرماتے تھے۔آپ نے اپنے بیٹے قاضی ظفر اقبال کو تعلیم قرآن کے لیے موصوف کے پاس بھیجا۔موصوف نے ایک مرتبہ مقامی روزنامہ میں آپ پر بہترین مضمون لکھا۔

آپ ۲۲ برس کوئٹہ بلوچستان میں آوازۂ توحید وسنت بلند کرنے کے بعد اپنے والد گرامی کی کمزوری ونقاہت' اپنے چچا حافظ عبدالوحید صاحب ایڈووکیٹ کے اصرار اور احباب سوہدرہ کی دعوت اور اشتیاق کے پیش نظر واپس سوہدرہ آ گئے۔اور اپنی آبائی مسجد اور مسند سنبھال لی۔

آپ آج کل اپنی آبائی مسجد کی اعزازی خدمات بجا لا رہے ہیں۔آپ نے ''مجلہ ضیائے حدیث'' جاری کیا۔سوہدرہ کے قریب بہت بڑی جامع مسجد بدریہ بنوائی۔جو ماشاءاللہ آباد ہو رہی ہے۔آپ نے جامعہ اصحاب صفہ سوہدرہ کی نظامت سنبھالی۔آپ نے اس ادارہ کی متعدد شاخیں سوہدرہ' تلواڑہ' سجاد کالونی' سابئیانوالہ' دوبرجی' رام گڑھ' سندھانوالہ ' عزیز چک اور نہالو چک وغیرہ میں قائم کیں۔حال ہی میں ''فہم القرآن اکیڈمی'' کی بنا رکھی جس میں صرف ترجمہ قرآن کا اجراء فرمایا۔آپ کی زیر نگرانی چار سو سے زائد لڑکیاں اور لڑکے قرآن وحدیث پڑھ رہے ہیں۔آپ روزانہ صبح وشام درس قرآن وحدیث دیتے ہیں۔اور ترجمہ قرآن کلاس بھی لیتے ہیں۔آپ حفاظ کلاس کو بھی وقت دیتے ہیں۔چند ماہ ہوئے آپ نے درس نظامی کلاس

شروع فرمائی ہے۔ جس کا آغاز آپ نے خود ہی کیا ہے دعا ہے اللہ اس مبارک سلسلے میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔ اور یہ خدمات لوجہ اللہ بجا لا رہے ہیں۔ اللہ قبول فرمائے۔

آپ کے قصبہ سوہدرہ کے کہنہ مشق سیرت نگار اور مؤرخ جناب ملک عبدالرشید عراقی صاحب اپنی کتاب ''تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ'' میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مولانا محمد ادریس فاروقی نہایت ذہین' طباع اور بلند حوصلہ نوجوان ہیں۔ علم سے محبت' غیرت' صداقت' حق گوئی آپ کے اوصاف جمیلہ ہیں۔ آپ کا علمی وادبی ذوق بہت عمدہ ہے۔ عربی' فارسی' اور اردو کی بلند پایہ کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتی ہیں۔

مولانا محمد ادریس فاروقی باوضع' خاکسار اور ملنسار ہیں۔ چھوٹے بڑے سے نہایت اخلاق سے ملتے ہیں۔ آپ ایک متبحر عالم دین ہیں' قرآن وحدیث اور اسلامی تاریخ سے ان کا لگاؤ قابل قدر ہے۔ حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیمؒ کی تصانیف کے بڑے شائق ہیں۔

مولانا محمد ادریس فاروقی سوہدروی ایک اچھے خطیب ہیں ان کی تقریر فصاحت وبلاغت کا نمونہ ہوتی ہے اور بڑے دلنشیں اور مؤثر انداز میں وعظ فرماتے ہیں۔ ان کی آواز بہت رسیلی ہے۔ تقریر بڑے اعتماد اور روانی سے کرتے ہیں اور سامعین آپ کی تقریر سے بہت محظوظ ہوتے ہیں۔''

آپ جہاں ایک مایۂ ناز مبلغ' ممتاز عالم دین' بہترین مدرس' اچھے مناظر' اعلیٰ مدبر' اچھے مفکر اور بہترین منتظم ہیں وہاں آپ ایک کامیاب مصنف اور صاحبِ طرز ادیب بھی ہیں۔ آپ نے کچھ کتب بھی تصنیف

Marfat.com

فرمائیں۔آپ کی تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہے:

مطبوعہ کتب:

انوار الحدیث' نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم' مسئلہ تقلید' مقام رسالت' سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا' سیرت حسین رضی اللہ عنہ مع سانحہ کربلا' ضرورت حدیث عفیفہ کائنات رضی اللہ عنہا' کرامات اہلحدیث۔

زیر طبع تصانیف:

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم' ائمہ اربعہ رحمہم اللہ' مذہبی مکالمہ' امام بخاری رحمہ اللہ' اسلامی مہینوں کے شرعی احکام' سیدہ بتول رضی اللہ عنہا' مسلم شعراء کا نعتیہ کلام' فتاویٰ بزرگان علوی سوہدرہ' انتخاب القرآن' انتخاب الحدیث۔اربعین نبوی' حل مشکلات القرآن' حل مشکلات الحدیث' تجربات ومشاہدات' (آپ طب پر بھی کتب تالیف کر رہے ہیں۔ مثلاً ''مردوں کا حکیم'' ''میرے تجربات'' ''فکر انگیز باتیں'' ''چند امراض اور ان کا علاج'')

زیر ترتیب تصانیف:

لغات القرآن' لغات الحدیث' معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن مجید اور اس کا پیغام' مسلک اہل حدیث' سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے آئینہ میں' اسلام اور جدید سائنس' سوانح مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' سوانح قاضی محمد سلیمان منصور پوری' سوانح مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی' حقائق وشواہد' نور کی کرنیں' اکابر علمائے اہلحدیث' تاریخ اہل حدیث بلوچستان' تاریخ سوہدرہ' مشاہیر سوہدرہ' روشن چراغ' کامیابی کے زریں اصول۔

مولانا محمد ادریس فاروقی ایک فعال اور سرگرم کارکن ہیں۔حضرت

مولانا عبدالمجید سوہدروی آپ کے دادا ایک جید عالم دین اور شہرہ آفاق مبلغ اسلام تھے۔ اور طب میں اونچا پایہ رکھتے تھے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ نے ۲۰ کے قریب اسلامی کتب تصنیف کی تھیں۔ اور تیس کے قریب طبی کتابیں لکھیں۔ علاوہ ازیں اسلامی وطبی تین رسائل جاری کئے۔

آپ نے اپنے جد محترم کی لائن کو پسند کیا۔ اور اسی پر رواں دواں ہیں۔

آپ کے والد گرامی مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ اونچے پائے کے عالم، بہترین طبیب، اعلیٰ مدرس اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔

اللہ کے فضل سے آپ کا سارا خاندان علمی وادبی ہے۔ آپ کے بزرگوں نے ملک، قوم اور اسلام کی بہت خدمت سرانجام دی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے حالات کتاب ''تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ'' میں مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔ یہ کتاب لائق مطالعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مولانا محمد ادریس فاروقی سوہدروی نے اپنے دادا مرحوم کی تصانیف کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور اب تک ان کی چالیس (۴۰) کے قریب اسلامی وطبی کتابیں شائع کر کے ملک وقوم سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

دیباچہ

بھلا سوچیے تو' دنیا میں وہ کون انسان ہے' جس کی جوانی بہار کے شگوفوں کی طرح پھوٹ رہی ہو۔ جس کا شباب اس منزل کو طے کر رہا ہو جس میں لذتیں ہی لذتیں' لطافتیں ہی لطافتیں نظر آتی ہیں۔

امنگوں کی اس طوفان خیزی' جذبات کی اس تلاطم انگیزی اور نکھرے ہوئے جوبن کی اس حسین ودل کش بہار آفرینی میں وہ کون نوجوان ہے جو ایک ادھیڑ عمر بڑھیا سے اپنی شادی رچانا پسند کرے' اور بڑھیا بھی ایسی جو دو مرتبہ' بلکہ بقول بعض تین مرتبہ بیوہ ہو چکی ہو' جس کے چہرے پر جوانی کی رونق ہو نہ شباب کا بانکپن۔ جس پر بڑھاپے کے آثار غالب آ رہے ہوں۔ اور جس کا شباب کبھی کا رخصت ہو چکا ہو ——— اس کا جواب اکثر نفی میں ملتا ہے اور اکثر نفی میں ملتا رہے گا۔

مگر ---- ہاں! ایک ہاشمی نوجوان پچیس (۲۵) سال کا چندے آفتاب چندے ماہتاب' جس کی شرافت اس کی رعنائیوں پر غالب' اور جس کی نجابت اس کی دلفریبیوں پر فائق' کنوارا اور بے داغ نوجوان' جس کو رشتوں ناطوں کی کوئی کمی نہیں ہے' جس کے خاندان کے معزز شرفاء خود چاہتے ہیں کہ اس پر اپنی نوجوان نا کتخدا بیٹیاں قربان کریں۔ وہ اٹھتا ہے اور چالیس سال کی ایک بوڑھی خاتون کا پیام نکاح بخندہ پیشانی قبول کر لیتا ہے' اور ایک نمونہ بن کر' ایک نظیر قائم کر کے دکھاتا ہے' کہ سینے دنیوی لذتوں کی غلاظتوں سے پاک ہوں' دل سچے' بے لوث' اخلاص مندانہ محبت سے

Marfat.com

معمور ہوں، تو ایک نوجوان مرد اور ایک بوڑھی عورت کی ازدواجی زندگی بھی سراپا فردوس بن کر محبت و چاہت سے گزر سکتی ہے۔ ——— یہ ہاشمی نوجوان ہیں، حضرت محمد ﷺ دونوں جہانوں کے سردار، جنہوں نے نوعمری میں عمر رسیدہ خاتون خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کر کے اپنے ارشاد مبارک مَالِیْ فِی النِّسَآءِ مِنْ حَاجَۃٍ(۱) (مجھے عورتوں کی کوئی ضرورت نہیں) کی اہل علم سے تصدیق کرائی۔ اور اپنی شادی سے امت کو گوناگوں دینی اور دنیوی سبق دیئے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ بِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ بِاَھْلِیْ (۲) (تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہے اور تم سب میں اپنی اہلیہ کے حق میں بہتر میں ہوں) کا اعلان فرمانے والے اس عظیم پیغمبر ﷺ نے سب سے بڑھ کر یہ درس دیا کہ شادی، خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے نہیں کی جاتی، بلکہ زندگی کو پاکیزہ بنانے، برائیوں سے دامن بچانے اور دنیا والوں سے خوشگوار تعلقات استوار کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔

تاریخ و سیر اور احادیث متبرکہ کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کو اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے والہانہ محبت تھی۔ اور حضور ﷺ انہیں دیکھے بغیر قرار نہ پاتے تھے۔ دریں حالیکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جوانی و رعنائی جواب دے چکی تھی۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ خداوند قدوس کے محبوب اور برگزیدہ بندے کسی کے حسن صورت پر فریفتہ نہیں ہوتے، جمال اور شباب اور بھرپور جوانی سے متاثر نہیں ہوتے، وہ صرف اعلیٰ کردار، عمدہ سیرت اور نیک خصائل پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور سیدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے مقدس جوڑے کو اپنی مشیئت اور اپنی منشاء کے مطابق منتخب فرمایا۔ اور اپنی قدرت کاملہ

(۱) بخاری، فضائل القرآن: باب خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَہٗ ح:۵۰۲۷

(۲) ترمذی، المناقب: باب فضل ازواج النبی ﷺ ح ۳۸۹۵ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابن ماجۃ النکاح: باب حسن معاشرۃ النساء ح ۱۹۷۷ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

۱۵۸۵۹۵

Marfat.com

اور حکمت بالغہ کو بروئے کار لا کر ان دونوں کو ایک دوسرے پر مائل کر دیا۔ خدیجہ محترمہؓ نے جناب احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے محاسن و مکارم دیکھے تو ان پر فدا ہو گئیں۔ اور نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ جو عالمگیر قدوہ' اسوہ اور نمونہ بنانے کا باعث ہوا۔

پھر محترمہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حالات دیکھئے کہ ان کی زندگی کے چالیس (۴۰) سال نہایت خوشحالی اور اطمینان و آرام میں بسر ہوئے۔ آپ مالدار تھیں بہت مالدار' روپے پیسے کی کمی نہ تھی۔ اچھے اچھے کھاتے پیتے لوگ ان کے مال سے تجارت کرتے تھے۔ لیکن جونہی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں دنیوی جاہ و جلال' سج دھج' چین و آرام کو تیاگ دیا اور اپنی حیات عزیز کے باقی ایام نہایت سادگی میں گزار دیئے۔ یہ خاتون اتنی امیر کبیر تھیں کہ تاریخوں میں لکھا ہے۔ ان کے خیموں کی طنابیں چاندی اور میخیں سونے کی ہوتی تھیں اور زر و جواہر سے خزانے بھرے ہوئے تھے۔ مگر درویش خدا مست محمد عربی فداہ امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آتے ہی کایا پلٹ گئی۔ انہوں نے اپنا سب کچھ اپنے گرامی قدر شوہر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر' ان کی خوشنودی' ان کی اطاعت' ان کی خدمت پر نچھاور کر دیا۔ اور ایک خادمہ اور ایک کنیز کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاکری اور خدمت میں مصروف ہو گئیں۔ یہاں تک کہ متعدد خادم اور نوکرانیاں ہوتے ہوئے بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کام خود کرتیں' ہمہ وقت ان کی خدمت اور تابعداری میں لگی رہتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کو سعادت دارین سمجھتیں۔

چلئے! شوہر کی خدمت اور فرمانبرداری ایسی نہیں تو اس سے کچھ کم اور عورتیں بھی کرتی ہوں گی۔ لیکن اس اولین مسلمہ اور صادق الایمان خاتون کی یہ خصوصیت یہ فضیلت کسی دوسری عورت میں کہاں ہے؟ کہ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غار حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی۔ اور آپ فرشتے کی آمد سے حیران ہو کر نزول وحی کے

حیرت زا واقعہ سے خوف کھا کر ہانپتے کانپتے گھر پہنچے۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تمام ماجرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ تو عام خانگی دستور کے برعکس، بجائے اس کے اس قصے کو ایک وہم، ایک افسانہ اور ایک قیاس سمجھتیں یا اس کا مذاق اڑاتیں، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ خود بھی فکرمند اور پریشان ہو جاتیں۔ مگر آپ سمجھ گئیں کہ یہ کھیل تماشا نہیں بلکہ آسمانی وحی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انعام نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔ پس آپ تمسخر کرنے کی بجائے فوراً ایمان لے آئیں۔ اور اہل ایقان و ایمان میں اپنا نام نامی سرفہرست لکھوالیا۔

سبحان اللہ!

عشق فرمودۂ قاصد سے سبکسار عمل
عقل سمجھی ہی نہ تھی معنیٔ پیغام ابھی

یہی نہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مقدس خاوند پر ایمان لا کر خاموش بیٹھ گئیں۔ نہیں، جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید و رسالت کا اعلان فرمایا اور آپ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ اور جب کفار و مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کیں۔ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے ہر مرحلے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ صرف پوری پوری رفاقت کی۔ بلکہ ہر موقع پر، ہر تکلیف اور دکھ میں آپ کی ڈھارس بندھائی۔ آپ کو تسلی دی، آپ کی دلداری کی۔ آپ حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم و الم، بے چینی اور تکلیفوں کو دیکھ کر گھبرا جاتیں۔ آپ کو یہ کہہ کر حوصلہ اور تشفی دیتیں۔ ''کہ میرے سرتاج صلی اللہ علیہ وسلم! گھبرائیے نہیں اور غم نہ کیجئے، ہر نبی اور ہر رسول پر ایسی مصیبتیں آتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ وہ آپ کو ضرور کامیاب کرے گا''۔

غور کیجئے! ایک عورت ذات کا یہ کتنا بڑا کارنامہ ہے۔ اگر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کو پیش آنے والے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ نہ کرتیں اور آنحضرت ﷺ کو اطمینان اور امید نہ دلاتی رہتیں' تو حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے وہ روشن نقوش ہمیں نظر نہ آتے جو آج تاریخ انسانیت میں جلی اور نمایاں حروف میں دکھائی دے رہے ہیں۔ علاوہ بریں اسلام کی اس فداکارہ اور شیدائیہ نے دین حق اور اس کے قبول کرنے والوں کی اعانت اور خدمت میں اپنا تمام مال و متاع لٹا دیا۔ اور اپنی ساری دولت اللہ کی راہ میں خرچ کر کے خود اپنے عالی مقام شوہر کی طرح فقر و فاقہ' اور کلفت و عسرت میں وقت گزار دیا۔

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے یہی وہ خصائص و خصائل تھے جنہوں نے حضرت خیر البشر' رحمۃ للعالمین کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میں کچھ خوبیاں تو فطری اور قدرتی تھیں۔ اور کچھ انہوں نے اپنے پاک شوہر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اخذ فرمائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دربار نبوت سے آپ کو خَیْرُ نِسَائِهَا خَدِیْجَةُ[1] (امت محمدیہ ﷺ کی عورتوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے بہتر ہے) کا سنہری سرٹیفکیٹ مل گیا۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہی وہ محامد و محاسن تھے کہ ان کے انتقال فرمانے کے بعد بھی جناب رسالت مآب ﷺ ان کی خوبیوں کو یاد کرتے۔ اور اِنَّهَا كَانَتْ وَ كَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ[2] کے الفاظ سے انہیں اپنی محبت کا خراج ادا فرماتے رہے۔ "یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی صفات محمودہ کی مالک تھیں کہ ان کی خوبیاں بیان نہیں ہو سکتیں اور میری اولاد انہی کے بطن سے تولد ہوئی ہے"۔ چنانچہ جب حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعریف اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں کرتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایسی صاحب کمالات خاتون کے دل میں رشک و رقابت کا

(۱) بخاری' احادیث الانبیاء: باب (واذا قالت الملائکۃ یا مریم الخ)
مسلم' فضائل الصحابہ: باب فضائل خدیجۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا ح ۲۴۳۰

(۲) بخاری' مناقب الانصار: باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وفضلھا رضی اللہ عنہا ح: ۳۸۱۸

Marfat.com

جذبہ نمودار ہو جاتا اور یہ ایک فطری امر ہے۔ عائشہؓ نبی کی بیوی تھیں نبی نہیں تھیں۔

خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے سبق آموز اور لائق تقلید و عمل حالات مبارکہ اس کتاب میں ملاحظہ فرمایئے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے۔ تاریخ و سیر پر شائع ہونے والی ہماری دیگر کتب کی طرح اس طاہرہ و طیبہ خاتون کی سیرت بھی ہم نے بڑی کاوش سے مرتب کی ہے۔

معزز قارئین! آپ نے جس طرح حضرت جد محترم کی تالیفات سیرت فاطمۃ الزہراؓ اور سیرت عائشہؓ وغیرہ کا مطالعہ کر کے ہماری محنت کی داد دی اور ہماری خدمات کو سراہا ہے، ہمیں توقع ہے کہ اسی طرح آپ حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی سیرت پر لکھی ہوئی اس کتاب کو بھی پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے۔

کتاب ہٰذا مسلمان مردوں اور عورتوں کو یکساں درس حیات دیتی ہے اور دونوں کے لیے ایک جیسی مفید ہے۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے نقش قدم پر چلیں گے، تو ان شاء اللہ اہل اسلام میں کبھی ضعف و انتشار کے آثار پیدا نہ ہوں گے۔ اور ان کی دنیا جنت نظیر ہو جائے گی۔

آخر میں دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنت کو قبول فرمائے۔ ہمیں دین میں مصروف رہنے کی طاقت بخشے اور ہماری تصنیفات کو ہمارے بھائیوں اور بہنوں کے لئے مشعل راہ بنائے۔ آمین

خادم دین حنیف

دسمبر ۲۰۰۳ء محمد ادریس فاروقی

❀❀❀

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ولادت:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مستند تاریخی روایات کے مطابق عام الفیل سے پندرہ برس پیشتر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پچپن سال پہلے یا سن ہجری (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ) سے تریسٹھ سال قبل پیدا ہوئیں۔[1] آپ کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ ام القریٰ یعنی مکہ معظمہ آپ کی جائے سکونت ہے۔ چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عام الفیل کے پہلے سال تولد ہوئے تھے اس لئے خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں۔

عام الفیل اس سال کا نام ہے جس میں ابرہہ نامی شاہ حبشہ نے بہت سے ہاتھیوں کے ساتھ کعبہ شریف کو تباہ کرنے کے لئے مکہ میں لشکر کشی کی تھی، لیکن ابابیلوں کے خدائی لشکر نے اس نابکار کو لاؤ لشکر اور ہاتھیوں سمیت ہلاک کر دیا۔ اس کا بیان سورۂ فیل میں مذکور ہے۔ بس خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی ولادت اسی واقعہ کے پندرہ سال پہلے ہوئی۔ آپ کے باپ نے اور بقول بعض آپ کی والدہ نے آپ کا نام خدیجہ رکھا۔ اس وقت کسے معلوم تھا کہ یہ خاتون محترم، سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ نبوت کی زینت بن کر مسلمہ اول کہلائے گی۔ اور طاہرہ کبریٰ و محسن الاسلام ایسے لقب پائے گی۔

---

(۱) طبقات ابن سعد: ۸/۱۷

Marfat.com

ایک نکتہ

یاد رکھئے اگلے زمانوں میں بزرگان دین وملت اور رہنمایاں قوم وملت کے پیدائش اور وفات کی صحیح تاریخوں کی یادداشت عام طور پر محفوظ نہیں رکھی جاتی تھی۔اور اس کا اہتمام اس لئے نہ کیا جاتا تھا کہ ان زمانوں میں کسی بزرگ کا یوم ولادت اور یوم وفات منانے کا رواج نہ تھا۔جب کوئی پیدا ہوا' ہو گیا۔جب کوئی فوت ہوا' ہو گیا۔ پیدائش ومرگ کو چنداں اہمیت حاصل نہ تھی۔صرف اس بزرگ کے کردار' تعلیمات اور اسوہ وطریقہ کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی اور اس کی مشعل راہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج کل بزرگوں کے ''ڈے'' اور ''یوم'' تو بہت منائے جاتے ہیں مگر ان کی تعلیمات اور ان کے طریقوں پر عمل نہیں کیا جاتا۔حالانکہ اصل شان اور اصل محبت ان کی ہدایات پر عمل کرنا اور ان کے مشن کو زندہ کرنا ہے۔اور یہ بھی زمانہ حال کی ایک رسم ہے کوئی اسلامی مسئلہ نہیں ہے۔یہی وجہ ہے جو کسی نبی اور کسی صحابی کا دن نہیں منایا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اگر صحیح تاریخ ولادت نہیں ملتی تو نہ سہی۔ان کا مسلک اور ان کی تعلیم تو زندہ ہے۔اور اسی کی ضرورت ہے۔

حسب ونسب

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عرب کے شریف اور معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہیں ۔گویا آپ بھی اسی قریش خاندان سے ہیں جس خاندان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قبیلہ بنو اسد کہلاتا ہے اور نبی علیہ السلام کا بنو ہاشم۔اور یہ دونوں قبیلے آپس میں بہت قریبی ہیں۔یعنی دونوں ہی عدنانی اور قصی کی نسل سے ہیں۔اس لحاظ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ان کا مختصر شجرہ یہ ہے۔خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصَیّ۔اس سے آگے شجرۂ نسب سیدنا ونبینا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے جاملتا ہے۔

خاندانی شرافت

مذکورہ سلسلہ نسب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاندانی شرف اور اعزاز کو ثابت کرتا ہے عرب میں قریش کا خاندان بہت ممتاز اور قابل فخر سمجھا جاتا تھا۔ شریف گھرانوں میں اول تو جرائم کا ارتکاب ہوتا ہی نہیں تھا۔ اگر ہوتا تھا تو محض برائے نام اور رذیل قبائل کی دیکھا دیکھی۔ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا گھرانہ شرافت میں مشہور تھا' جو ذلیل کام ذلیل لوگوں میں پسندیدہ اور موجب افتخار و ناز سمجھے جاتے تھے' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خاندان ان سے سخت بیزار اور متنفر تھا۔ چنانچہ تاریخوں میں لکھا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار جناب خویلدؓ بن اسامہ رذیل کاموں اور ذلیل مشغلوں کو سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ شراب خوری' حرام کاری' جوئے بازی' ڈکیتی' غارت گری' بے حیائی' بے غیرتی ان کے خاندان میں نام کو نہ تھی۔ خویلد ان آدمیوں کی محبت اور میل ملاپ سے بھی نفرت کرتے تھے جو برے مشغلے رکھتے اور بداخلاقی اور بدطینتی کے مظاہرے کرتے تھے —— سب سے بڑھ کر یہ کہ جاہلیت کے زمانے میں اہل عرب میں لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنے اور ان کی پیدا ہوتے ہی زندہ گاڑ دینے کی بھی بدرسم تھی۔ لیکن خدیجہ طاہرہؓ جیسے شریف گھرانے اس مذموم گناہ سے بھی مبرّاء تھے۔ آپ کے خاندان میں عورت کو نحس نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لڑکیوں کی پرورش محبت اور شفقت سے کی جاتی تھی۔ ان کی تربیت کا خیال رکھا جاتا تھا۔ ان کو ایسی کھلی آزادی نہ دی جاتی تھی جو خاندان کے دامن کو داغ دار کرے اور شرفا کے لئے باعث بدنامی ہو۔ آپ کے والد خصوصیت سے بہت غیرت مند اور حیادار اور بااخلاق تھے۔

حضرت خدیجہؓ کا گھرانہ

اسی خاندانی شرافت کا نتیجہ یہ تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے میکے کے لوگ

Marfat.com

شریفانہ اور عمدہ خصلتیں رکھتے تھے۔ آپ کے والد ایک اچھے تاجر تھے۔ ان کی تجارت کی ساکھ دوسرے ملکوں میں قائم تھی۔ اپنا مال غیر ممالک میں لے جاتے اور غیر ممالک کا مال حجاز میں لا کر فروخت کرتے اور اس کاروبار میں معقول منافع حاصل کرتے۔ عرب کے قبائل میں ان کی بہت عزت تھی اور خوشحال اور مالدار ہونے کی وجہ سے امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور غریب غرباء کو تجارتی کاروبار کے لئے روپیہ بھی دیتے تھے۔

مکہ معظّمہ کی انتظامیہ مجلس نے (جسے میونسپلٹی کہنا چاہئے) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قبیلہ بنو اسد کو یہ خدمت بھی سونپ رکھی تھی کہ وہ مسکینوں اور بے کسوں کی امداد کرے۔ مظلوموں کو ظالموں کے جور و ستم سے بچائے اور بے بس و بے یار و مددگار لوگوں کی حامی و ناصر رہے۔ خاندانی روایات کے مطابق خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے والد نے اس خدمت کو بہت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ وہ ایک مرنجاں مرنج، ہمدرد خلائق اور غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور مسافروں کے حقوق کی حفاظت اور ستم رسیدوں کی حمایت کرنے والے انسان تھے۔ ان کے مکان کے پاس ایک محتاج خانہ بنا ہوا تھا جس میں غریب، مسکین اور مسافر ٹھہرتے، کھانا کھاتے اور دوسری ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ اور ان اوصاف نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کو اور چمکا دیا۔ ملک بھر میں اس کی شہرت اور نیک نامی پھیل گئی اور قوم قبیلے میں اس کا اقتدار قائم ہو گیا۔ علاوہ بریں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھرانے میں خلق و محبت، احسان و مروت، عقل و فراست، عصمت و عفت اور خودداری و غیرت کی بھی کمی نہ تھی، اور یہ وہ خوبیاں تھیں جو عرب کے ایام جاہلیت میں صرف شرفاء میں اور ان کے شریف گھرانوں میں پائی جاتی تھیں۔ عام جاہل لوگ اور قبیلے ان محاسن سے محروم تھے۔

حضرت خدیجہؓ کی تربیت

خدیجہ بن خویلد رضی اللہ عنہا جنہیں آگے چل کر ام المومنین اور اسلام کی چشم و چراغ بننا تھا اپنے خاندان کے روایتی اوصاف حاصل کرنے میں گھر کے کسی فرد سے پیچھے نہیں رہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنی خداداد ذہانت اور دانشمندی سے ان تمام خوبیوں کو زیادہ سے زیادہ اخذ کیا۔ اور ان کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی۔ اور وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو ایک شریف زادی کے لئے لازمی ہوتا ہے۔

جناب خویلد بن اسد نے اپنی اس بلند ستارے والی ذیشان بیٹی کی توجہ سے پرورش کی۔ اور ان کو شریف گھرانوں کے مروجہ طریقوں کے مطابق بہترین تربیت دی۔ یہی وجہ ہے کہ خدیجہ محترمہؓ میں خاندان کی تمام شریفانہ خصلتیں سمو گئیں۔ اور وہ اپنے آباؤ اجداد کی روایات کے مطابق مخلوق کی ہمدرد، خدمت گزار، مسکین نواز، غریب پرور، متواضع، خلیق، مہذب، محسن، سخی، خود دار، باحیا اور غیور بن گئیں۔ علاوہ بریں قدرت نے بھی ان کی بہت راہنمائی کی اور چونکہ ایک دن انہیں فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں جانا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور خاندان کی معروف خوبیوں سے بڑھ کر ان میں اوصاف پیدا کر دیئے۔

یہ خاندانی تربیت ہی کا انجام تھا کہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو بھی اپنے والد کی طرح تجارتی کاروبار کا شوق پیدا ہوا۔ وہ خود عورت ذات ہونے کے سبب تجارت نہیں کر سکتی تھیں، لیکن دوسرے لوگوں کو اس کے لئے رقمیں دیتیں اور معقول نفع حاصل کرتی تھیں۔ اور سچ پوچھئے تو اس تجارتی کاروبار کی برکت سے آپ کو ایک عظیم اور معزز ترین خاتون بننے کا موقع ملا۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کچھ خوبیاں تو اپنے شریف گھرانے سے حاصل کیں۔ اور بہت سے خوبیاں انہوں نے اسلام لانے کے بعد اپنے نامور شوہر علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

سے اخذ کیں۔ گویا رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں آ کر یہ سونا کندن بن گیا۔ آپ حضور ﷺ سے اگرچہ عمر میں بڑی تھیں لیکن حضور ﷺ کی تربیت نے آپؓ کے خصائل حمیدہ میں ایسا اضافہ کیا کہ دربار رسالت سے آپ کو جنت کی سرداری کی طلائی سند مل گئی۔

یہ عمدہ تعلیم اور اعلیٰ تربیت ہی کا اثر تھا کہ خدیجہ طاہرہؓ نے اسلام کی دولت پا کر دین اسلام اور دکھی انسانیت کی عدیم المثال خدمات سرانجام دیں۔ اور اللہ کے رستے میں اپنا تمام مال وزر خرچ کر دیا۔ انہوں نے اسلام کا پرچم بلند کرنے اور اس کی اشاعت کے لیے جو مالی قربانیاں دیں اور جس فداکارانہ طریق سے دین کے تبلیغی فرائض کو ادا کیا۔ تاریخ اسلام حشر کے دن تک اسے بھول نہیں سکتی۔ اور حق تو یہ ہے کہ اگر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایسی تربیت نہ پائی ہوتی تو اس نازک اور پرخطر زمانے میں مسلمانوں کا زندہ سلامت رہنا اور اسلام کا ترقی کرنا سخت مشکل تھا۔ بہرحال آپ کے اوصاف نے رب تعالیٰ کے دین کو خوب چمکایا اور ساری دنیا میں پھیلایا۔

حضرت خدیجہؓ کا قدیم مذہب

اہل عرب کی سب سے بڑی جہالت یہ تھی کہ وہ انتہا درجہ کے مشرک اور بت پرست تھے۔ بعض لوگ اللہ کی ہستی کے قائل تھے مگر ایک اللہ کو نہ پوجتے تھے۔ نہ اس کی یکتائی اور وحدانیت کو مانتے تھے۔ اور یہ باطل عقیدہ رکھتے تھے کہ اگر اللہ ہے بھی، تو بتوں کے ذریعے ملتا اور انہی کے واسطہ سے فریادیں سنتا اور دنیا کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔

لیکن اعلیٰ خاندانوں کے بعض شرفاءؔ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اور اس کی توحید پر ایک گونہ ایمان رکھتے تھے۔ اگرچہ اسلام جیسی توحید ان میں نہیں تھی تاہم مشرکین سے، ان کا عقیدہ بہتر تھا۔ ایسے اشراف لوگ یا تو مسیحیت پر مائل تھے یعنی عیسائی مذہب

Marfat.com

رکھتے تھے۔یا بت پرستی سے الگ تھلگ رہ کر وقت گزارتے تھے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد بھی ان لوگوں میں تھے۔یعنی مشرک اور بت پرست نہیں تھے۔ایک روایت کے مطابق وہ عیسائیت پر راغب تھے اور ایک روایت کے مطابق وہ مسیحی نہ تھے۔بلکہ ایک اللہ کو ماننے والے اور بتوں سے بیزار شخص تھے۔اس کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی چچا اور خویلد کے حقیقی بھائی نوفل بن اسد بت پرستی کے سخت خلاف تھے۔اور پھر خویلد کے بھتیجے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل نے عرب کی جاہلیت' شرک وضلالت اور بت پرستی وغیرہ کی مخالفت میں اعلان کیا اور تمام جاہلانہ اور مشرکانہ اعمال وافعال سے حقارت ونفرت کا اظہار کر کے عیسائیت قبول کر لی۔اور عیسائیت بھی ایسی جس میں تثلیث ایسے گمراہ عقیدہ کا دخل نہ تھا۔یعنی وہ موحد مسیحی تھے۔یہ وہی ورقہ بن نوفل ہیں جو آگے چل کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ غار حرا یعنی نزول وحی کا ماجرا سن کر آپ کو رسالت کی بشارت دیتے۔آپ کی نبوت کی تصدیق کرتے۔ وحی لانے والے کو جبریلؑ اور وحی کے الفاظ کو قرآن سے تعبیر فرماتے ہیں۔

پس یہ تاریخی شواہد صاف بتاتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا مذہب بھی بت پرستانہ نہ تھا بلکہ موحدانہ تھا۔خدیجہ محترمہؓ اپنے خاندانی بزرگوں کی طرح اصنام و اوثان کی پرستش سے نفرت کرتی تھیں اور اسے خلاف عقل وفطرت سمجھتی تھیں۔یہی وہی خوش نصیب تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتے ہی وہ فوراً آپ پر ایمان لے آئیں۔(رضی اللہ عنہا)

چند مذہبی واقعات

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے بزرگوں کے مذہبی عقائد کے متعلق کچھ واقعات تاریخی کتابوں میں ملتے ہیں۔جن سے آپ کے اعلیٰ خیالات پر روشنی پڑتی

ہے۔

خدیجہ محترمہؓ ابھی اچھی طرح بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں کہ ایک دن وہ اپنے والد کے ساتھ باہر نکلیں۔ جب دونوں باپ بیٹی ایک جگہ پہنچے تو خویلد نے چند لوگوں کو دیکھ کر منہ چھپا لیا یا اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔ ابا جان! کیا بات ہے؟ آپ نے کیوں منہ پھیر لیا ہے؟ خویلد نے کہا۔ بیٹی! وہ دیکھ رہی ہو نا! نادان لوگ بتوں کو پوج رہے ہیں۔ اور نیم برہنہ ہو کر پتھر کی ان بے جان مورتیوں سے حاجتیں طلب کر رہے ہیں۔ بیٹی! یہ رسمیں واہیات اور گمراہ کن ہیں۔ اور میں ان سے سخت بیزار ہوں۔ حضرت خدیجہ نے دریافت کیا۔ جب یہ بت بے فائدہ ہیں اور ان کی پوجا پاٹ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تو ہمارے قبائل کے لوگ ان کی کیوں پرستش کرتے ہیں؟ جناب خویلد نے جواب دیا۔ جان پدر! یہ لوگ جاہل، کم عقل اور رذیل ہیں۔ یہ معبود حقیقی کی اصلیت اور معرفت پانے سے معذور ہیں۔ ان کے دل و دماغ پر تاریکی چھائی ہوئی ہے اور یہ مشرک لوگ ایک ایسی ضلالت میں مبتلا ہیں جو انسانی شعور کو تباہ کر دیتی ہے۔ حضرت خدیجہ نے اپنے والد سے یہ باتیں سنیں۔ تو وہ بھی بتوں اور مشرکانہ کاموں سے متنفر ہو گئیں۔ (۱)

ایک دفعہ خدیجہ طاہرہؓ کے پہلے خاوند ابو ہالہ نے ان کے مذہبی عقائد معلوم کرنا چاہے اور پوچھا۔ خدیجہ! خدا کے بارے میں تم کیا خیال رکھتی ہو؟

حضرت خدیجہ نے فرمایا: میں اس کی تفصیل تو نہیں جانتی۔ صرف یہ جانتی ہوں کہ دنیا کا خالق و مالک ایک ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا خلاف عقل ہے۔ (۲)

ایک مرتبہ کسی عیسائی نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ کہو بیٹی! عیسیٰ

(۱) ''تاریخ عرب'' مؤلفہ آقائے ادریس ایرانی

(۲) ''جاہلیت عرب'' ج ۲

Marfat.com

بن مریم علیہ السلام کے متعلق تم کیا عقیدہ رکھتی ہو؟ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ہمارے خاندان میں عیسیٰ مسیح کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ اللہ کے بندے اور بزرگ نبی تھے۔ان پر انجیل اتری۔ میں بھی احترام کرتی ہوں۔ لیکن ہم لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں کہتے اور نہ تثلیث کے قائل ہیں۔ (۱)

یہ واقعات واضح کرتے ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا قبل از اسلام بھی موحدہ (Muwahhidah) اور صحیح العقیدہ تھیں اور شرک وگمراہی سے انہیں قطعی نفرت تھی۔

حضرت خدیجہؓ کی پہلی شادی

جب خدیجہ جوان ہوگئیں تو ان کے والدین کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔ چنانچہ ان کی منگنی ان کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے کی گئی۔لیکن کسی وجہ سے ٹوٹ گئی اور پھر ان کی شادی قریش کے ایک ممتاز و باوقار نوجوان ابو ہالۃ النباش بن زرارہ تمیمی سے کی گئی۔ (۲)

واضح رہے کہ تمام عرب قبائل میں عموماً اور ممتاز ومعزز خاندانوں میں خصوصاً شادی بیاہ کی رسوم نہایت سادگی سے ادا کی جاتی تھیں۔ کسی قسم کا تکلف نام کو نہ تھا۔ نمائش' بناوٹ اور فضول خرچی سے پرہیز کیا جاتا تھا۔ جہیز بہت مناسب اور اپنی حیثیت کے مطابق دیا جاتا تھا۔ بلکہ تاریخوں سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ عرب میں جاہلیت کے باوجود شادی بیاہ کا وہی طریقہ مروج تھا جو بعد میں اسلام نے رائج کیا۔ برادری کے چند بڑے شرفاء بوڑھے اور چلتے پھرتے آدمی جمع کر لئے جاتے۔ پھر فریقین سے ایجاب وقبول کرایا جاتا۔ اور اس کے لئے دولہا اور دلہن کے متعلقین سے اجازت طلب کی جاتی۔ نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد خطبہ پڑھا جاتا اور دف بجا کر یا کسی اور طریقہ سے اعلان کیا جاتا۔ حاضرین کو سادہ کھانا کھلایا جاتا۔ جو کھجور' گوشت' اونٹنی کے

---

(۱) "مذاہب عالم" (۲) طبقات ابن سعد: ۱۴/۸

Marfat.com

دودھ یا جو کے دلیہ پر مشتمل ہوتا۔ اور پھر معمولی سا جہیز دے کر دلہن کو رخصت کر دیا جاتا۔ ادھر دولہا کے گھر میں ولیمہ کیا جاتا اور وہ بھی بہت سادہ اور حسب حیثیت ہوتا۔ البتہ بعض خاندانوں میں بڑے بڑے مہر باندھے جاتے تھے' جن کو اسلام نے روک دیا۔ اور پھر معمولی مہر مقرر کئے جانے لگے۔ علاوہ بریں خلوت صحیحہ یعنی بیوی سے پہلی ملاقات کرنے سے پیشتر دولہا مہر کی رقم ادا کر دیتا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی شرفاء کے اسی طریقے کے مطابق ہوا اور بہت سادگی سے ہوا۔

لیکن بہت تعجب کی بات ہے کہ جاہلیت عرب میں تو شادی بیاہ بڑی سادگی سے ہوتے تھے مگر ہم مسلمان شادی کی خود ساختہ رسوم پر ہزاروں روپے تباہ کر کے برباد ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے ہمیں سختی سے روکا ہے کہ منگنی' نکاح' ختنہ وغیرہ کسی بھی تقریب پر تکلف اور اسراف سے کام نہ لیا جائے اور سادگی کو ہر حالت میں ملحوظ رکھا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ کاش کہ ہم قرآن و سنت کے احکام پر چلیں۔

دوسری شادی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند ابو ہالہ شادی کے بعد تھوڑے ہی برس زندہ رہے پھر وفات پا گئے۔ ان سے ہند نامی صرف ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کی پرورش بعد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ (۱)

یہ وہی حضرت ہند ہیں جو اسلام قبول کر کے ممتاز صحابہ کہ صف میں شامل ہوئے۔ انہوں نے لمبی عمر پائی اور جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑ کر جمادی الثانی ۳۶ ہجری میں شہادت پائی۔ (۲) یہ راوی حدیث بھی تھے سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے متعدد حدیثیں اپنے ماموں سے روایت فرمائی ہیں۔ (۳) ہند کو "وصاف

(۱) طبقات ابن سعد: ۸/۱۵ (۲) الاصابہ ۴/۶۱۲ (۳) تاریخ کبیر ۸/۲۴۰

النبی'' بھی کہا جاتا ہے۔ (یعنی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے بہت وصف بیان کرنے والا۔) کیونکہ ان کی بہت سے روایتیں شمائل نبوی سے متعلق ہیں۔

ابو ہالہ کی وفات کے بعد حضرت خدیجہ کے والد نے ان کی شادی ایک شریف النفس قریشی عتیق بن عاید مخزومی سے کردی۔ یہ شادی پہلی شادی سے بھی سادہ طریقہ پر ہوئی۔ (۱) خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے عتیق کی ایک لڑکی تولد ہوئی۔ جس سے مشہور نامور صحابی اور احادیث کثیرہ کے معروف راوی حضرت محمد بن عتیق مخزومی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ (۲)

حضرت خدیجہ کے یہ دوسرے شوہر بھی ان کا زیادہ دیر ساتھ نہ دے سکے اور جنگ فجار میں حضرت خدیجہ کے والد خویلد بن اسد اور ان کے خاوند عتیق بن عائد مخزومی مخالف فریق سے لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ (۳)

بیوگی کا زمانہ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے دوسرے شوہر عتیق کی فوتیدگی کے بعد بیوگی کے ایام نہایت صبر وسکون سے گزارے۔ ایک ضعیف سے روایت یہ ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تیسرا نکاح ان کے چچیرے بھائی صیفی بن امیہ سے ہوا تھا (۴)۔ مگر اس ثبوت میں کوئی قابل اعتبار سند ہمیں نہیں ملی۔ اور انہوں نے بیوگی کا دس سالہ زمانہ بہت ہی سکون سے بسر کیا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ دس سالہ عہد بیوگی میں خدیجہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھیں کہ کسی سے نکاح کرلیں۔ مگر انہیں کوئی اعتماد کے قابل اور مزاج شناس آدمی نہ ملتا تھا' اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس عرصہ میں انہوں نے کسی شریف خاوند کے انتخاب کی جدوجہد

---

(۱) طبقات ابن سعد: ۱۵/۸ (۲) کتاب المحبر ۷۸۔۷۹

(۳) طبقات ابن سعد: ۱۶/۸ (۴) طبقات ابن سعد: ۱۵/۸

Marfat.com

جاری رکھی۔ اور خفیہ طور پر اس کوشش میں لگی رہیں کہ کوئی معزز اور لائق آدمی ملے تو اس سے نکاح کرلیں۔ تاکہ کاروبار میں سہولت رہے۔

حضرت خدیجہؓ کا کاروبار

چونکہ خدیجہ محترمہ کے والد اور شوہر تاجر تھے اور ان کی تجارت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسے موروثی کاروبار سمجھ کر اختیار کرلیا۔ اور بیوگی کے زمانہ میں اسی کو ترقی دینے پر توجہ فرمائی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نسوانیت کی وجہ سے خود تو بیوپار نہ کرتی تھیں۔ لیکن تجارت پیشہ لوگوں کو روپیہ دیتی تھیں اور منافع میں اپنا مناسب حصہ مقرر کرلیتی تھیں۔ تجارت کے نفع میں شریک ہونے کو ''مضاربت'' کہتے ہیں اور یہ طریقہ عرب میں کئی شریف اور اعلیٰ خاندانوں میں رائج تھا۔ اسلام نے بھی منافع میں شرکت کرنے کو منع نہیں کیا۔ بشرطیکہ اس کی تہہ میں کوئی سودی یا اور ناجائز قسم کا سسٹم کام نہ کررہا ہو۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو باپ ملا تو تجارت کرنے والا' شوہر محترم ملا تو تجارتی کاروبار کو سمجھنے والا' اور پھر دین اسلام ملا تو وہ جس نے مسلمانوں کو بیوپار کرنے کی سخت تاکید فرمائی اور تجارت اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا: وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا[1] ''یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر تجارت کو حلال کردیا ہے اور ہر قسم کا سودی کاروبار حرام قرار دیا ہے'' اور تجارتی کاروبار کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تعبیر کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! تجارت کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دس حصوں میں نو حصے رزق تجارت میں رکھا ہے۔ اور پھر تجارت بھی ایسی کرنے کی تاکید فرمائی جس میں جھوٹ' خیانت اور دھوکا نام کو نہ ہو۔

افسوس ہے کہ دور حاضر میں مسلمان اس پر توجہ نہیں کرتے اور جو مسلمان تجارت

(۱) سورۃ البقرہ آیت: ۲۷۵

Marfat.com

کرتے ہیں۔ وہ ناجائز طریقوں سے گھر بھرنا چاہتے ہیں۔ خدا ان پر رحم کرے اور انہیں قرآن وحدیث کا مطیع وفرمانبردار بنائے۔

حضرت خدیجہؓ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارتی معاہدہ

اسی مضاربت (منافع میں شرکت) کے اصول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خدیجہ محترمہؓ کے ساتھ تجارتی معاہدہ کیا اور ان کے مال سے بیوپار شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علاقہ میں ''محمد الامین'' کے نام سے پکارے جاتے تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی امانت' دیانت' صداقت اور شرافت کا چرچا سب جگہ ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور مہربان مربی ابوطالب کے اخراجات چونکہ بہت بڑھ چکے تھے اور آمدنی بالکل محدود ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے اپنے ہوش منداور ہونہار بھتیجے یعنی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواہش ظاہر کی کہ خدیجہ دیانت دار لوگوں کو منافع پر مال دیتی ہیں آپ بھی ان سے روپیہ یا تجارتی مال مانگیں اور شام کو لے جائیں۔ امید ہے آپ ایسے متدین اور امین نوجوان کی درخواست وہ ضرور قبول کر لیں گی (۱)۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ طاہرہؓ کے سامنے اپنا ایماء ظاہر کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اور کیا چاہئے تھا وہ تو ایسے ہی ایمان دار اور صاحب دیانت آدمیوں کی ٹوہ میں رہتی تھیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست فوراً قبول کر لی۔ اپنا تجارتی مال آپ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ آپ اسے ملک شام لے جانے کی تیاری کر لیں۔

آنحضرتؐ کا سفر شام

جناب رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اس سے پیشتر بھی تجارتی سفر فرما چکے

(۱) طبقات ابن سعد ۱/۱۲۹

Marfat.com

تھے اور اپنے محسن چچا ابو طالب کے ساتھ رہ کر تجارت کے گر سیکھ چکے تھے اس لئے آپ شام کے سفر کے لئے فوراً تیار ہو گئے۔ (۱)

ابو طالب نے کہا: بھائی جائے! جو مال تجھے ملا ہے یہ اللہ کریم کا عطا کردہ ہے۔ سلامتی سے جاؤ اور سلامتی سے آؤ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک قریبی عزیز خزیمہ بن حکیم اور اپنے غلام میسرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اور آپ مال لے کر ملک شام کو روانہ ہو گئے۔

خزیمہ بن حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا تھا۔ اور آپ کے اخلاق و عادات واطوار کو بہت پسند کرتا تھا۔ سفر کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل پذیر گفتگو اور اخلاق و مروت کی باتوں نے خزیمہ اور میسرہ کے دلوں کو اور بھی موہ لیا۔ اور یہی وہ چاہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہ ہوا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے تو ان کو بھیجا تھا۔ مگر الٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ ان کی تکلیفوں کو رفع کرتے اور ان کے آرام و آسائش کی کوشش فرماتے تھے۔

ایک جگہ کھانا تیار کیا گیا۔ جب وہ دونوں حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانے کو بیٹھتے تو حضورؐ نے بھانپ لیا کہ ان کو بہت بھوک لگی ہے۔ حضورؐ نے اپنے کھانے کا بہت سا حصہ بھی میسرہ اور خزیمہ کو دے دیا۔ ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھانے کے بعد کوئی دعا فرمائی۔ جس کی برکت سے ان دونوں کو پھر بھوک پیاس کی بے تابی پیدا نہیں ہوئی۔ جہاں ضرورت ہوتی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام کاموں میں دونوں کا ہاتھ بٹاتے اور ہر معاملے میں ان کی مدد کرتے۔ یہ باتیں بظاہر معمولی ہیں لیکن ان کی تہ میں بڑے بڑے راز پوشیدہ ہیں جو

(۱) طبقات ابن سعد: ۱/ ۳۰، ۸/ ۱۶

Marfat.com

آگے چل کر کھلتے ہیں۔

سفر میں معجزات نبوی کا ظہور

بعض روایات کے مطابق اس تجارتی سفر میں آنحضرت ﷺ سے چند معجزات بھی ظہور میں آئے۔

سب سے پہلا معجزہ یہ ہے کہ جن اونٹوں پر تجارت کا مال لدا تھا۔ وہ تھک کر چور ہو گئے اور چلنے سے جواب دے دیا۔ میسرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں اونٹ چلنے سے معذور ہیں' کیا کیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ فوراً اپنے اونٹ سے اترے اور ان اونٹوں کے پاؤں پر ہاتھ رکھ کر آپ نے کوئی دعا پڑھی۔ جس کے اثر سے اونٹ پھر تازہ دم اور تنومند ہو گئے اور پہلے سے زیادہ تیزی سے چلنے لگے۔ خزیمہ اور میسرہ نے حضور ﷺ کا یہ معجزہ دیکھا تو دل ہی دل میں کہنے لگے:

''بے شک محمد بڑی شان والے ہوں گے''۔

لیکن سب سے بڑا معجزہ وہ ہے جس نے آپ ﷺ کی نبوت کی علامت بتائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب یہ تجارتی قافلہ شام کے ایک مقام پر پہنچا۔ تو آنحضرتؐ ایک درخت کے سائے میں بستر بچھوا کر بیٹھ گئے۔ اس سے تھوڑی دور صومعہ بحیرا کے نام سے عیسائیوں کا ایک گرجا گھر تھا۔ جس میں نسطورا نام کا ایک پادری مقیم تھا اور وہ توراۃ وانجیل کا بہت بڑا عالم تھا۔ جب اس نے آنحضرت ﷺ کو اس درخت کے نیچے اقامت گزیں دیکھا۔ تو وہ جی میں کہنے لگا۔ ''یہ ایک ایسا درخت ہے۔ جس کے سائے تلے پیغمبر کے سوا کوئی شخص ٹھہر نہیں سکتا۔ جو شخص اس کے نیچے قیام پذیر ہے۔ ہو نہ ہو' وہ ضرور نبی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ جس درخت کے نیچے آنحضرت ﷺ نے ڈیرا لگا دیا۔ وہ مدت سے سوکھ چکا تھا۔ اور حضور ﷺ کے قیام فرماتے ہی

Marfat.com

تروتازہ ہو گیا۔ اس پر نسطورا پادری کا یقین اور بھی بڑھ گیا۔ (1) پھر اس نے کچھ اور عجیب وغریب واقعات بھی دیکھے۔ آخر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"اے نوجوان! تجھے لات وعزیٰ کی قسم! سچ سچ بتاؤ، تم کون ہو؟ اور کس نام سے بلائے جاتے ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لات وعزیٰ کے نام سن کر سخت نفرت کا اظہار کیا اور فرمایا۔ جو نام تم نے میرے سامنے لئے ہیں میں ان سے سخت بیزار ہوں۔ اور میرے دل میں حقارت پیدا کرنے والی چیز بتوں سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔ اب نسطورا نے ایک کتاب کھولی جو انجیل یا تورات تھی۔ اس کی ورق گردانی شروع کی دی وہ ایک بار کتاب پر نظر جماتا اور ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر نگاہ ڈالتا۔ بات یہ تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اس حلیے سے ملا رہا تھا جو توراۃ وانجیل میں مرقوم تھا۔ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نقوش تمام خدوخال اس کتاب سے ملا لئے تو فرط مسرت سے پکار اٹھا۔ "اللہ کی قسم! یہ شخص وہی خاتم النبیین ہے جس کی بشارت عیسیٰ بن مریمؑ کی انجیل نے دی ہے"۔

جس وقت نسطورا راہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت خزیمہ بن حکیم بھی حضور کی خدمت میں حاضر تھا اس نے جو حضورؐ کو اس طرح تاڑتے دیکھا تو اسے شبہ گزرا کہ شاید یہ پادری آپ کو تکلیف دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اس نے خود بھی تلوار سونت لی اور اپنے قافلے والوں کو للکارا کہ: "اے آل غالب! فوراً امداد کو پہنچو"۔ خزیمہ کی آواز سن کر سب قریش اکٹھے ہو گئے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ ان کا یہ پوچھنا ہی تھا کہ نسطورا بھاگ گیا اور اپنے صومعہ (عبادت خانے) میں چلا گیا۔ اور اپنے گرجے کی چھت پر چڑھ کر کہنے لگا:

(1) طبقات ابن سعد: ۱/۱۳۰، البدایہ والنہایہ: ۲/۲۹۴

Marfat.com

''اے قافلے والو! تم مجھ سے کیوں خوف کھا گئے؟ تم میری نگاہ میں بہت معزز اور قابل احترام ہو اور میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس درخت کے نیچے جو آدمی اقامت کرے گا وہ خدائے پاک کا رسول مقبول ہو گا۔ اور اس پر نبوت و رسالت ختم ہو جائے گی (اور یہ بھی مرقوم ہے) کہ جو لوگ اس کی فرمانبرداری کریں گے وہ آخرت میں اجر عظیم پائیں گے۔ اور جو لوگ اس کی اطاعت سے منہ موڑیں گے وہ ذلیل و خوار، گمراہ اور گناہ گار رہوں گے''۔

اس کے بعد نسطورا راہب نے خزیمہ کو اپنے پاس بلایا اور پردے سے رازدارانہ طور پر کہا۔ دیکھو میاں! وہ شخص جو درخت تلے قیام پذیر ہے۔ خاتم الانبیاء اور بڑی بزرگی و عظمت والا پیغمبر ہے۔ ایک دن وہ تمام ممالک پر غلبہ پائے گا اور ساری دنیا میں اس کا دین پھیلے گا۔ کوئی جابر سے جابر بادشاہ بھی اس پر فتح نہ پا سکے گا۔ ہاں! یہود اس کی جان کے دشمن ہوں گے۔ ہماری مذہبی کتابوں میں تمام نشانیاں لکھی ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ اس کو دشمنوں سے بچاؤ۔ اور اس کی پوری طرح حفاظت کرتے رہو۔

پادری نے یہ بھی تاکید کی کہ اس بھید کو کسی پر نہ کھولنا تاکہ لوگ اس قریشی جوان کے دشمن نہ بن جائیں۔ خزیمہ نے یہ بات دل میں محفوظ رکھی اور صرف آنحضرت ﷺ کو اس سے آگاہ کیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ خزیمہ آنحضور ﷺ کا اور زیادہ معتقد اور ارادت مند بن گیا۔ پہلے سے بڑھ کر آپ کی خدمت کرنے لگا اور حضور ﷺ کی عظمت کو بخوبی سمجھ گیا۔

بحیرا راہب کا واقعہ

اوپر کے واقعہ میں جس صومعہ بحیرا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی تھوڑی سے تفصیل

Marfat.com

بھی سن لیجئے۔ بحیرا علاقہ شام و بصریٰ کا ایک بڑا راہب یا پادری تھا جس نے ایک عظیم الشان گرجا بنوایا تھا۔ یہ گرجا اسی کے نام پر ''دیر بحیرا'' یا ''صومعہ بحیرا'' کہلاتا تھا۔ بحیرا کی وفات کے بعد نسطورا راہب اس کا جانشین مقرر ہوا۔

جب رسول اکرم ﷺ ابھی کم سن تھے تو ایک دفعہ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام میں تشریف لے گئے۔ اس وقت بحیرا راہب زندہ تھا۔ اس نے جو حضور ﷺ کو دیکھا تو نسطورا کی طرح وہ بھی آپ کے چہرہ کے نقوش کا بغور مطالعہ کرنے لگا۔ کیونکہ وہ بھی تورات و انجیل کا بہت بڑا عالم تھا۔ جب بحیرا نے وہ تمام نشانیاں جو تورات و انجیل میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آمد کے متعلق لکھی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ میں حرف بحرف درست پائیں۔[1] تو وہ ابو طالب کو ایک طرف علیحدہ لے گیا اور کہنے لگا۔

بحیرا: اے سردار قوم! میں آپ سے کچھ عرض کروں۔ بشرطیکہ آپ ٹھیک جواب دیں۔

ابو طالب: ہاں ہاں! کہئے کیا معاملہ ہے؟

بحیرا: یہ بچہ جو آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کا کوئی رشتہ دار ہے؟

ابو طالب: ہاں! یہ میرا بیٹا ہے۔

بحیرا: غلط اور بالکل غلط! آپ نے تو درست بات کہنے کا وعدہ کیا مگر آپ نے پہلا جواب ہی ٹھیک نہیں دیا۔

ابو طالب: (حیران ہو کر) کیوں کیا بات ہے؟ آپ کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

بحیرا: پہلے آپ یہ تو بتائیں کہ یہ بچہ کون ہے؟ یہ قطعی غلط ہے کہ یہ آپ کے فرزند ہے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اس کے والدین زندہ ہیں۔

---

(۱) ترمذی المناقب: باب ماجاء فی بدء النبوۃ النبی ﷺ ح ۳۶۲۰

Marfat.com

ابو طالب: آپ کا قیافہ درست ہے۔ یہ میرا بھتیجا ہے بیٹا نہیں' مگر بیٹوں سے زیادہ عزیز ہے۔

بحیرا: کیا نام ہے اس کا؟

ابو طالب: محمد بن عبداللہ!

بحیرا: درست اور بالکل درست! اب میں آپ کو آگاہ کر دوں کہ آپ کا یہ بھتیجا بڑی شان کا حامل' بڑی عظمت اور بڑی خوبیوں کا مالک ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک ساری دنیا میں اس کا نام بلند کرے گا۔ اور اس کے سچے مذہب کو کائنات عالم کے ایک ایک گوشے میں پھیلا دے گا۔

اس کے بعد بحیرا راہب آنحضور ﷺ کی طرف سے مخاطب ہوا اور پوچھا: اے ہاشمی فرزند! تمہیں لات و ہبل کی قسم ہے۔ سچ سچ بتاؤ۔ کیا تمہارے دونوں کاندھوں کے درمیان فلاں شکل وصورت کا کوئی نشان نہیں ہے؟

آنحضرت (بتوں کا نام سن کر نفرت کا اظہار کرتے ہوئے) ہاں! ہے تو سہی۔

بحیرا: کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔

آنحضرت: دیکھ لیجئے! یہ کہہ کر حضور نے پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا۔ بحیرا نے دیکھا کہ مہر نبوت موجود ہے۔ اس نے بہت احترام سے اس کو چوما اور ابو طالب سے کہا:

''اے سردار مکہ! آپ کو بشارت ہو کہ آپ کا یہ بھتیجا وہی پیغمبر آخر الزمان ہے۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور عیسیٰ کو تورات و انجیل میں دی ہے۔ اس کی پوری پوری حفاظت کیجئے اور غافل نہ ہو جایئے۔ کیونکہ یہود اس کے جانی دشمن ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ اس کو کسی کے ساتھ محفوظ راستے سے واپس بھیج دیجئے''۔ (۱)

---

(۱) طبقات ابن سعد ۱/۱۲۰۔۱۲۱' البدایہ والنھایہ ۲/۲۸۳' ۲۸۴ بحوالہ ابن اسحاقؒ

Marfat.com

ابوطالب نے بحیرا کے مشورہ پر عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس بھیج دیا۔ ان کے دل میں آپ کی محبت اور عظمت اور زیادہ ہوگئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر سے واپسی

جناب رسول اللہ ﷺ نے شام کی منڈیوں میں تجارتی مال فروخت کیا اور اس سے آپ کو نہایت معقول رقم وصول ہوئی۔ مال بیچنے کے بعد آپ وطن واپس جانے کے لئے روانہ ہوگئے۔

ادھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی آمد کا انتظار نہایت بے صبری سے کر رہی تھیں۔ اور جوں جوں دن زیادہ گزرتے جاتے تھے۔ خدیجہ کی بے تابی زیادہ بڑھتی جاتی تھی اور وہ کوٹھے پر چڑھ کر اکثر آپ کا رستہ دیکھا کرتی تھیں۔ اس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ ان کو اپنے مال کے خیر و عافیت سے پہنچنے اور بک جانے کی فکر تھی۔ دوسری یہ کہ تجارتی قافلے کے خیریت سے آجانے کی آرزو تھی۔ کیونکہ ان ایام میں اکثر قافلے لٹ جاتے تھے۔ اور راہزنی کے متعدد واقعات ہوتے رہتے تھے۔

بہر حال آنحضرت تجارت میں کامیاب ہوکر مکہ معظمہ واپس تشریف لائے۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بہت خوشی ہوئی۔ اور جب انہوں نے خزیمہ اور میسرہ سے یہ خوشخبری سنی کہ حضور کی برکت سے مال بہت زیادہ منافع سے فروخت ہوا ہے تو ان کی خوشی میں اور بھی اضافہ ہوا۔

ضعیف اور غلط روایات

کہا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ شام کے سفر سے واپس آرہے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر آپ کو آتے دیکھ رہی تھیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ دو بڑے بڑے پرندے حضور ﷺ کو دھوپ سے بچانے کے لئے آپ ﷺ کے سر اقدس پر پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بادل

Marfat.com

کا ایک ٹکڑا بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور آفتاب کی گرمی کو آپ تک پہنچنے نہیں دیتا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ عجیب وغریب منظر دیکھا تو حیرت و بے خودی سے انگشت بدنداں رہ گئیں اور یہی معجزہ تحریک نکاح کا موجب ہوا اور اسی منظر نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور ﷺ کی عزت وعظمت اور محبت والفت پیدا کی[1]۔

لیکن تاریخ وسیر اور حدیث وآثار سے اس قسم کی روایات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خیر البشر ﷺ کی عبدیت اور بشریت کو گم کرنے اور آپ کی الوہیت اور احدیت کو اجاگر کرنے کے لئے اس قسم کی باتیں خود گھڑی گئی ہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں۔ مشرک اور بدعتی مسلمانوں نے یہاں تک اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے پرندوں اور ابر کے ٹکڑے کی سایہ افگنی کی نسبت پوچھا۔ تو حضور ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں' اے خدیجہ! جب تک میں زندہ رہوں گا' پرندے اور ابر کے ٹکڑے میرے سر پر سایہ کیے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جتنا عرصہ دنیا میں موجود رہے پرندوں اور ابر کے ٹکڑے نے آپ کے سر پر سایہ کیے رکھا۔ آپ جہاں بھی ہوتے پرندوں کے پر اور لکہ ابر (بادل کا ٹکڑا) برابر آپ کے سر مبارک پر سایہ فگن رہے۔ اور بعض نے آپ کو انسانیت سے ماوراء پیش کر کے دکھایا۔ بعض نے کہا۔ آپ ﷺ دراصل نورانی مخلوق ہیں اور ہمارے لیے لباس بشر میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اور بعض نے آپ ﷺ کو اللہ کے نور کا حصہ بنا دیا۔ اور کہا۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل آپ ﷺ کا نور قطب تارے میں رہتا تھا۔[2] یہ ڈھکوسلے پہلے سے بھی زیادہ عجیب ہیں اور ان سے بھی یہی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ رسول اللہ ﷺ بندہ' بشر' عبد' انسان' آدمی'

(۱) طبقات ابن سعد: ۱/۱۳۱

(۲) ہمارے ادارے کی کتاب "ظل رسول ﷺ" پڑھیے انشاء اللہ سب اشکالات دور ہو جائیں گے۔

Marfat.com

ابن آدم نہ تھے بلکہ نعوذ باللہ الٰہ تھے اور الٰہی صفات سے متصف تھے۔ گویا اللہ آپ ﷺ میں جلوہ گر تھا۔

اس قسم کے عقائد دین کی گمراہی اور ایمان کے تباہی کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیغمبر اور انسان کامل بنا کر بھیجا یہی مطلب ہے آیۂ قرآنی ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [1] کا۔ مگر آپ کی امت کے بدعقیدہ لوگ ہیں کہ آپ کی رسالت اور آپ کی کامل بشریت کو ایک ساتھ نہیں مانتے۔ اس طرح آپ کی بشریت سے انکار کر کے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ [2] کے قرآنی اور رحمانی فرمان سے روگردانی کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ!

حالات سفر کا انکشاف

البتہ یہ روایت مستند ہے کہ شام سے واپس آ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے عزیز خزیمہ بن حکیم اور ان کے نوکر میسرہ نے سفر کے حالات ان کو بتائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو جو واقعات انہوں نے دیکھے اور آپ کی نسبت جو کچھ انہیں معلوم ہوا وہ سب کچھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر کر دیا۔ خیال ہے کہ خزیمہ اور میسرہ نے حضور ﷺ کی دعاؤں کے مقبول و مبارک اثرات احسن ترین عادات و خصائل اور اعلیٰ اخلاق اور تدین کی تفصیل بتا دی ہوگی۔ اور ممکن ہے نسطورا راہب والا معاملہ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گوش گزار کر دیا ہو۔ علاوہ بریں جب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور انور ﷺ کی امانت داری، خوش معاملگی، زیرکی، کاروباری مہارت، اعلیٰ تجارتی تجربہ اور پھر معقول منافع کمانے کے متعلق سنا اور وہ فرط مسرت سے بے خودسی ہو گئیں اور خیال کرنے لگیں کہ جس شان اور جن صفات کے مرد دانا کی تلاش تھی اللہ تعالیٰ نے وہ

(۱) سورۃ الاسراء: ۹۳

(۲) سورۃ الکہف: ۱۱۰

Marfat.com

عطا فرما دیا۔ قدرت کے اس انتخاب پر خدیجہ رضی اللہ عنہا بے حد شاداں و فرحاں نظر آتی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اشتیاق

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل سعیدہ کا شہرہ سارے حجاز میں پھیلا ہوا تھا۔ اور حضرت خدیجہ بھی آپ کی دیانتداری، آپ کی بلندیٔ اخلاق اور آپ کے دوسرے محاسن سے بے خبر نہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی صفات محمودہ کی وجہ سے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خزیمہ اور میسرہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنے تو ان کا پاکیزہ دل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک محبت سے بھرپور ہو گیا۔ اور وہ آپ کے حالات اور واقعات پر بار بار غور کرتیں۔ آپ کی صفات کو تخیل کی ترازو میں تولتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جھولے میں جھولنے لگتیں۔ بعض روایات یہ بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی سفر شام سے واپس نہیں آئے تھے کہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کو کئی قسم کے سہانے خواب آنے لگے۔ جن میں آپ کو غیبی بشارتیں دی جانے لگیں۔ کہ ایک پیغمبر موعود (مراد وہ پیغمبر جس کا پہلی آسمانی کتب میں وعدہ دیا گیا) سے ان کی شادی ہو گی۔ پھر جب انہوں نے خزیمہ اور میسرہ سے نسطورا پادری والا واقعہ سنا۔ تو سونے پر سہاگہ چھڑکا گیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اشتیاق روز بروز ترقی کرتا گیا۔ اور انہوں نے دل ہی دل میں تہیہ کر لیا کہ شادی ہو گی تو محمد بن عبداللہ سے ہو گی، جوان تمام خوبیوں کا سرمایہ دار ہے جس سے انسانیت کا وقار قائم اور عظمت بحال ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نکاح کا پیام

یہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے خاوند عتیق بن عائد مخزومی کی وفات کے بعد ان کو دس سال بیوگی میں گزر گئے تھے۔ آپ ایک مالدار صاحب حسن و جمال اور حامل وصف و کمال خاتون تھیں۔ بڑے بڑے تونگر اور اہل ثروت

Marfat.com

لوگ آپ کو نکاح کے پیغام بھیجتے تھے۔ اور آپ سے شادی کرنے کے طلب گار تھے۔ مگر آپ کسی کو قبول نہ کرتی تھیں اور انکار کرتی چلی جاتیں تھیں۔ لیکن جب خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف عالیہ دیکھے اور آپ کی فراست وفہمید گی‘ آپ کے خلق عظیم‘ آپ کے احسان ومروت‘ آپ کی تہذیب ونجابت‘ آپ کی رواداری اور پھر آپ کے فیوض وبرکات کے حالات وواقعات سنے تو ان کے دل میں خود تحریک پیدا ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باکمال شخصیت ہی ان کی رفاقت کے لیے موزوں ترین ہے۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نفیسہ نامی ایک عورت کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ پہلے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرے کہ آپ شادی کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ اثبات میں جواب دیں۔ تو پھر پیام نکاح دیا جائے۔ (۱)

چنانچہ نفیسہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے اب تک شادی کیوں نہیں کی ہے؟ آپ نے فرمایا:

نفیسہ! میں شادی کروں تو کیونکر کروں؟ نہ میرے پاس روپیہ نہ مال و دولت‘ نہ کوئی سامان‘ نہ مہر ادا کرنے کے لئے رقم۔ پھر تم ہی بتاؤ نکاح کیسے کر سکتا ہوں؟

نفیسہ نے عرض کیا: اگر کوئی دولت مند اور دانشور خاتون آپ سے نکاح کی خواہش کرے اور پھر وہ شادی کے تمام اخراجات بھی اپنے ذمے لے لے‘ تو کیا آپ اس کی درخواست قبول فرمائیں گے؟

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ وہ کون خاتون ہے؟ نفیسہ نے جواب دیا: بنو اسد کی خدیجہ بنت خویلد۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ میرے حالات کے پیش نظر مجھ سے نکاح

(۱) طبقات ابن سعد ۱/۱۳۱

Marfat.com

کرنے پر آمادہ ہو سکتی ہیں تو مجھے کوئی عذر نہیں۔

نفیسہ نے فوراً حضرت خدیجہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضامندی سے اطلاع دی۔ جسے سن کر خدیجہ محترمہ کو انتہائی مسرت ہوئی اور اسی عورت کے ذریعے پیغام بھیج دیا کہ آپ اپنے اقارب سمیت فلاں دن نکاح کے لئے آجایئے۔

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تیسری شادی

یہ پیچھے بتایا جا چکا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی النباش تمیمی سے ہوئی۔ دوسری شادی عتیق بن عائذ مخزومی سے اور تیسری شادی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ بعض نے کہا کہ آپ کی تیسری شادی صفی بن امیہ سے ہوئی لیکن یہ بات درست نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

نکاح کا دن یا تاریخ مقرر ہو جانے کے بعد معین وقت پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا عمرو بن اسد اور چچیرے بھائی ورقہ نوفل کو دعوت دی کہ وہ میری طرف سے شریک مجلس ہوں اور میرا نکاح محمد بن عبداللہ سے کر دیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے چچاؤں ابوطالب، حمزہ اور دوسرے اقرباء کو لے کر تشریف لے گئے۔

اب تو عام طور پر نکاح کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے لیکن اس زمانے میں خطبہ کو نکاح سے پہلے یا بعد پڑھنے کی قید نہ تھی۔ چنانچہ ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھتے ہوئے کہا:

> ''اس خدائے عظیم وارفع کو حمد وثناء سزاوار ہے جس نے ہم قریش کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی اولاد بنایا۔ اور ہمارا سلسلہ نسب معد و مضر ایسے بزرگوں سے ملایا۔ بیت اللہ شریف کی حفاظت ہمارے سپرد کی۔ مکہ معظّمہ کی سرداری ہمیں بخشی۔ اور ایسا پاک اور عزت والا حرم ہمیں عطا فرمایا کہ ہر

سمت سے زائرین اس کے طواف کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ خدا کے اس مقدس گھر میں جو کوئی داخل ہو جاتا ہے' اس کے امن اور اس کی حفاظت کا ذمہ مولائے کریم خود لے لیتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم رب تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں حکومت تفویض فرمائی اور لوگوں کا حکمران بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف کے بعد یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ محمد بن عبداللہ میرا حقیقی بھتیجا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اعلیٰ صفات اور اعلیٰ عادات کا سرمایہ دار ہے۔ قریش میں کوئی نوجوان انسانیت کی اخلاقی اور روحانی صفات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ قبائل عرب میں ایک بھی شخص ایسا نہیں جو نیک خصائل میں محمد سے لگّا کھا سکے۔ میرا یہ برادر زادہ اگر تونگر اور دولت مند نہیں' تو کوئی بات نہیں۔ کیونکہ مال ودولت ایک فانی چیز ہے۔ ہاں! انسانی صفات کو بقائے دوام حاصل ہے۔ محترم حاضرین مجلس سے محمد کے فضائل پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور بنو اسد سے بنو ہاشم کی قرابت ہے وہ بھی ڈھکی چھپی نہیں۔ آپ سب حضرات کو علم ہے کہ میرا بھتیجا محمد بنو اسد کی لڑکی خدیجہ بنت خویلد سے عقد کرنا چاہتا ہے۔ میں بھری مجلس میں اعلان کرتا ہوں کہ اس کے مہر کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی۔ پھر میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ محمد بڑی بزرگی اور بڑی شان کا انسان ہوگا اور اس سے قوم کی عظمت میں حیرت انگیز اضافہ ہوگا''۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)[1]

ابو طالب کے خطبے کے بعد خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل نے جواب خطبہ کے طور پر تقریر کی:

''خدائے پاک کی حمد وتعریف بیان سے باہر ہے۔ اس نے ہم کو وہ بزرگی

(۱) المنتظم ۲/۳۱۵' مدارج النبوۃ ۲/۴۴' بحوالہ روضۃ الاحباب۔

Marfat.com

اور وہ رفعت عطا فرمائی ہے جس کی تفصیل ابو طالب بتا چکے ہیں۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں قوم کا سردار اور راہبر بنا کر ایک عظیم شرف بخشا۔ قبائل عرب' قریش اور بنو ہاشم کے شرف و مجد سے انکار نہیں کر سکتے۔ ہم بنو اسد کے لوگ آپ حضرات کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہمارے خاندان سے نئے تعلقات استوار کر کے ہماری عزت و حرمت کو بڑھایا اور ہم نے آپ سے جو درخواست کی تھی اسے قبول فرما کر ہماری لاج رکھ لی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو عزت بخشے''۔

بعد ازاں ورقہ بن نوفل ہی نے نکاح پڑھا اور ایجاب و قبول کرایا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے اس نکاح کی تصدیق کی۔ اور بیس اونٹ (جن کی قیمت چار سو مثقال سونا یا پانچ سو درہم ہوتی ہے) حق مہر ادا ہوا۔[1]

مثالی سادگی

اس بابرکت جوڑے کی یہ مبارک شادی انتہائی سادگی اور بے تکلفی کی مظہر تھی۔ نہ زرق برق لباس تھے' نہ بینڈ باجے بجائے گئے۔ نہ سہرے اور گانے باندھے گئے' نہ مہندی لگائی گئی نہ دونوں گھروں میں ڈھولکی کی آواز سنائی دی اور نہ کسی قسم کی قبیح اور مسرفانہ رسوم کو قریب لایا گیا۔ ہاں! خدیجہ کے حکم سے اعلان نکاح کے لئے دف ضرور بجائی گئی۔ جس کی ممانعت اسلام نے بھی نہیں کی۔ کیونکہ اس میں ساز و ترنم بالکل نہیں ہوتا تھا' وہ محض کسی اعلان یا اطلاع کا ایک ذریعہ تھا۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے ارشاد پر مہر کے اونٹوں سے ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت ''بارات'' اور دیگر حاضرین کو کھلایا گیا۔ اور نکاح کے فوراً بعد تمام اونٹ سیدہ خدیجہ کی تحویل میں دے

(۱) سیرت ابن ہشام ۱/۱۹۰ بحوالہ البدایہ والنہایہ ۲/۲۹۴

Marfat.com

دیئے گئے۔(۱) یعنی مہر فوراً ادا کر دیا گیا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس شادی کی سادگی پر ہزاروں تکلفات قربان ہو ہو جاتے تھے۔

اللہ ہمارے مسلمانوں کو بھی سادگی کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز صحیح مہر باندھنے اور انہیں بہر صورت اور بروقت ادا کرنے کا احساس اور جذبہ صادقہ مرحمت فرمائے۔ آمین۔

مسرت کی لہریں

ایک طرف تو اس مقدس جوڑے کے نکاح پر قدرت مسکرا رہی تھی اور وہ اہم مگر پاکیزہ فرض اس کو سونپنا چاہتی تھی جو اس سے پہلے کسی جوڑے کی سپرد نہیں کیا گیا — دوسری طرف دولہا اور دلہن کے متعلقین خوشی سے جامے میں پھولے نہیں سماتے تھے اور فریقین کے اس حسن انتخاب پر فخر کرتے تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ محترم دولہا کے اقرباء مقدس دلہن کے اوصاف حمیدہ سے واقف اور اس کے مدح خواں تھے۔ اور دلہن کے اقرباء دولہا کے فضائل محمودہ سے شناسا اور اس کے ثنا گر تھے۔ چنانچہ اس شادی پر دونوں ہی فریقوں نے بے حد فرحت و شادمانی کا اظہار کیا۔

ابو طالب نے مولائے کریم کا شکریہ ادا کیا اور نکاح سے فارغ ہونے کے بعد کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْكَرْبَ وَدَفَعَ عَنَّا الْهُمُوْمَ.

''اللہ تعالیٰ کی تعریف کس منہ سے کی جائے جس نے (شادی کی خوشی دے کر) ہماری بے چینی اور ہمارے غم والم کو دور کیا''۔

ورقہ بن نوفل نے کہا:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى زَوْجَيْنِ وَ بَارِكْ لَنَا بَارِكْ لِقَوْمِنَا وَاعَزَّلَنَا

(۱) سیرت ابن ہشام: ۱/۱۹۰ (۲) المنتظم: ۲/۳۱۵ مدارج النبوۃ اردو: ۲/۴۴ بحوالہ روضۃ الاحباب۔

وَاَحْرِمْ لَنَا وَقِنَا عَنِ الْغَمِّ وَالسُّقْمِ وَالنَّوَائِبِ وَالْقَهْرِ ۔ (۱)

''اے خداوند عالم! اس جوڑے پر برکت نازل فرما اور اس کی بدولت ہمیں بھی برکت دے اور ہماری قوم کو بھی برکت دے اور ہمیں عزت و حریت بخش اور ہمیں غم اور بیماری اور مصیبت اور قہر و غضب سے بچا''۔

اس بے پناہ خوشیوں اور بے انتہا مسرتوں کے جلو میں اس مبارک نکاح کی مبارک تقریب اختتام کو پہنچی۔ اور اسی روز خلوت صحیحہ عمل میں آئی یعنی شب زفاف منائی گئی۔

قیمتی اسباق

اس مقدس شادی میں امت سے مردوں عورتوں کے لئے نہایت قیمتی اسباق مضمر ہیں، مثلاً:

(۱) نوجوان کنواری اور بیوہ لڑکیوں کو زبردستی گھر میں بٹھائے رکھنا اور ان کے نکاح کا فرض ادا نہ کرنا موجب قباحت ہے۔ ایام جاہلیت میں بھی لوگ ایسے نہ کرتے تھے۔ مگر افسوس آج کل کے بہت سے مسلمان اس گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(۲) شادی بیاہ اور دوسری تقریبات میں سادگی ہونی چاہئے اور اسراف و تکلف سے ہر صورت میں بچنا چاہئے۔

(۳) دولہا دلہن کا انتخاب حسن صورت کے بجائے حسن سیرت پر ہونا چاہئے۔ ہاں! اگر ساتھ حسن صورت ہو تو اور بھی اچھا ہے۔ لیکن حسن صورت ان کے اعمال حسنہ وخصائل محمودہ پر نظر رکھنی چاہئے۔

(۴) غیر اسلامی رسوم مثلاً مہندی، سہرا، ڈھولک، باجے وغیرہ کو قریب نہ لانا

---

(۱) المنتظم: ۲/ ۳۱۵ مدارج النبوۃ اردو: ۲/ ۴۴ بحوالہ روضۃ الاحباب۔

چاہئے۔

(۵) مہر کی رقم طاقت کے مطابق باندھنی چاہیے۔ اور بروقت یا نکاح کے بعد جلد ادا کر دینی چاہئے۔ ورنہ حق مہر ہضم کرنے یا اس کی ادائیگی میں پس و پیش کرنے کی صورت میں سخت گناہ ہوگا۔ دور حاضر میں اس کا خیال نہیں کیا جاتا۔ جو بڑی خرابیوں کا پیش خیمہ ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادمانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں۔ شوہر کی عزت سے بیوی کی عزت وابستہ ہوتی ہے۔ اس مرحلے پر کامیابی نے خدیجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے پاؤں چومے۔ اور وہ فائز المرام ہو کر اس عظیم الشان مقصد کو پا گئیں جس کی تلاش اور جدوجہد میں انہوں نے دس سال کی طویل مدت تارے گن گن کر گزاری تھی۔ نکاح کے بعد ایک طرف تو وہ لوگ رشک کرنے لگے جنہوں نے خدیجہ کو متعدد بار نکاح کے پیغام بھیجے اور کامیاب نہ ہو سکے، دوسری طرف وہ عورتیں جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش مند تھیں مگر ان کی مراد پوری نہ ہوئی۔ جب شادی ہوگئی تو خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو سب طرف سے مبارکیں ملنے لگیں اور ہر جگہ یہی چرچے ہونے لگے کہ خدیجہ بن خویلدؓ نے اپنے لئے جو شوہر منتخب کیا ہے ایسا جامع اوصاف و کمالات شوہر دنیا کی کسی عورت کو مشکل ہی سے مل سکتا ہے۔ اور تو اور ان مشرکوں نے بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قسمت کے روشن ستارے کی تعریف میں زبانیں کھول دیں، جن کے بتوں سے یہ پاکیزہ جوڑا نفرت کرتا اور ان کی پرستش کو خلاف عقل و قیاس گردانتا

Marfat.com

تھا۔ چنانچہ قریش کے ایک بہت بڑے مشرک حفاظ ابن الیف نے نکاح کی خبر سن کر کہا:

''محمد صلی اللہ علہ وآلہ وسلم اور خدیجہ کے گھرانے اگر چہ بت پرستی اور بت سازی کے مخالف ہیں۔ اور اس نئے جوڑے نے اکثر اوقات میں ہمارے خداؤں کو حقیر و بے توقیر سمجھا ہے۔ تاہم خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سویا نصیبہ محمد کی وجہ سے جاگ اٹھا ہے اور جو سعادت خدیجہ بنت خویلد کو نصیب ہوئی ہے وہ شائد ہی کسی دوسری عورت کو ملے''۔

القصہ حضور اکرم ﷺ سے عقد کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی بلند پایہ اور زیرک خاتون کی خوشیوں اور فرحتوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ اور وہ ساری عمر انتخاب پر فخر کرتی' بے خود ہوتی اور مسرتوں کے جھولے میں جھولتی رہیں۔

علاوہ بریں اس شادی سے زوجین یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عظیم قوت مردم شناسی کی بھی دھوم مچ گئی کہ ان دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کا خوب جائزہ لے کر' ایک دوسرے کے خصائل وفضائل کو جانچ پرکھ کر کے اور ایک دوسرے کے عادات واطوار کو اچھی طرح تول کر اور پڑتال کر کے اپنے لئے منتخب کیا۔ درحقیقت یہی وہ طریقہ انتخاب ہے جس سے فریقین کی ساری عمر فردوس کی بہاریں لوٹتی۔ اور دنیا میں بہشت کے مزے لیتی ہے۔

ایک نکتہ' ایک راز

آنحضرت ﷺ کی یہ شادی اور سب سے پہلی شادی بہت ہی سبق آموز اور ایمان افروز ہے۔ ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نکھار کا جوبن ہے۔ عنفوان شباب کی پچیسویں بہار دیکھ رہے ہیں' حسین وجمیل ہیں' خاندان کی نجابت وشرافت' گھرانے کی سرداری اور سیادت کے سرمایہ دار ہیں۔ آپ جس

Marfat.com

قبیلے جس خاندان میں چاہیں دوشیزہ اور خوب رولڑکیوں سے شادی کر سکتے ہیں۔ بلکہ شرفائے قریش خود یہ تمنا رکھتے ہیں۔

کہ محمد بن عبداللہ اپنی خواہش کا اظہار فرمائیں تو انہیں رشتہ دے کر شرف وعزت حاصل کریں۔

ایسی بھرپور جوانی اور خاندانی فضیلت میں ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ کوئی حسینہ و جمیلہ نا کتخدا اور نوجوان لڑکی اس کے پہلو میں ہو اور وہ دنیوی لذتوں سے لطف اندوز ہو۔ لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھئے' کہ جس جوانی دیوانی میں بڑے بڑے لوگ بھٹک ہی نہیں جاتے بلکہ اندھے ہو جاتے ہیں۔ اور تہذیب و اخلاق' شرافت وحرمت کا جنازہ نکال دیتے ہیں۔ اس شباب کی جذبات انگیزیوں اور فتنہ سامانیوں کو آپ ایسا دبا لیتے ہیں کہ اپنی جوانی کے بانکپن پر ان کا سایہ تک پڑنے نہیں دیتے۔ آپ جوانی کی خیز داور اٹھان کو مطلق محسوس نہیں کرتے۔ جوانی کی تلاطم انگیزیوں اور ہیجان خیزیوں کو تحمل و برداشت اور شرافت ونجابت کے سنگ گراں کے نیچے دبا لیتے ہیں۔ بلکہ جوانی کی ترنگ کو اپنی درویشانہ زندگی میں بہت بے اعتنائی اور بے توجہی سے گزار دیتے ہیں اور اپنی شادی کی فکر تک نہیں کرتے۔ نکاح کی طلب میں کسی سے کچھ نہیں کہتے اور اس سراپا لذات جوانی کو خاص اہمیت نہیں دیتے اور رضا بالقضا رہتے ہیں۔ پھر نکاح کی تحریک ہوتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحر شباب بالکل خاموش ہے اس میں نہ طغیانی آتی ہے نہ لہریں اٹھتی ہیں۔ بلکہ یہ تحریک ادھیڑ عمر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے ہوتی ہے۔ وہی پیام بھیجتی ہیں' وہی ایسے ذرائع اور ایسے طریقے استعمال کرتی ہیں کہ آپ کسی طرح آمادہ ہو جائیں اور پیام نکاح کو منظور فرمالیں۔ آپ کچھ عذر کرتے ہیں۔ مثلاً اپنی فارغ البالی کا' غریبی کا' روپے کی قلت اور عدم موجودگی کا۔ مگر خدیجہ محترمہ کوئی عذر قبول نہیں کرتیں اور شادی کے

Marfat.com

سارے خرچ کا ذمہ خود اٹھالیتی ہیں اور حضور ﷺ کی سلک نکاح میں منسلک ہونے میں کامیاب ہوجاتی ہیں۔

پس یاد رکھیے کہ پچیس سال کی جوان عمر میں آنحضرت ﷺ کی ایک چالیس کی عمر خوردہ خاتون سے شادی کرتے تو محض ایک فریضہ ادا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ ورنہ دنیا کی نگاہ میں یہ شادی ''بے جوڑ'' ہے۔ اور اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شادی نفسانی خواہشات کے زیر اثر تھی بلکہ سراسر منشا الٰہی کے ماتحت کی تھی اور اہل دنیا کو نمونہ بن کر دکھانے اور انسانوں میں ایک نظیر قائم کرنے کے لئے کی تھی۔ اور اس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ پاکیزہ نفوس اور پاکیزہ دلوں کی پاکیزہ محبتیں عمر کی قیدو بند سے آزاد ہوتی ہیں۔ وہ جوانی میں بھی عفیف و شریف باحیا اور تقدس مآب ہوتے ہیں۔

قابل تقلید ازدواجی تعلقات

دیکھ لیجیے! جس شادی کو ناداں دنیا بے جوڑ کہتی تھی اس شادی نے فریقین میں یگانگت والفت کا کیسا عجیب سماں باندھ دیا کہ دل کے دونوں کا سے' بادہ محبت سے لبریز ہوگئے۔ پریت کی آگ دونوں طرف بھڑک اٹھی۔ جوانی نے پیری کے سامنے اظہار فریفتگی کیا۔ اور کہولت نے شباب کے آگے فدائیت ظاہر کی۔ ادھر پچیس سال کا نوجوان (ﷺ) تھا کہ سال خوردہ خاتون پہ جان چھڑک رہا تھا۔ اور ادھر چالیس کے پھیر کی عمر رسیدہ عفیفہ تھی جو نوجوان کی ایک ایک ادا پر قربان ہورہی تھی۔

اللہ اکبر! اس فرشتہ خصلت جوڑے نے محبوبیت اور وارفتگی میں بڑے بڑے نامی گرامی مگر جھوٹے اور بازاری عاشقوں کو پچھاڑ کر رکھ دیا۔ اور ''دل پھینک'' لوگوں کو بتادیا کہ ظاہر داری کی دنیاوی محبت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اصلی، حقیقی وارفتگی اور خالص محبت وہ ہوتی ہے جو اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہو اور اللہ کی قدرت و حکمت کے

Marfat.com

ذریعے سے کی جاتی ہو۔ چنانچہ ان بزرگواروں نے پیار اور پریم‘ محبت اور شیفتگی کو جو مثال اہل عالم کے سامنے پیش کی‘ وہ میاں بیوی کے تعلقات میں نہ پہلے کبھی نظر آئی‘ نہ آئندہ کبھی دکھائی دے گی۔

شوہر کی خدمت واطاعت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مالدار اور امیر خاتون تھیں۔ انہوں نے زندگی کے چالیس سال بڑے ٹھاٹھ سے بسر کئے تھے۔ لونڈیوں‘ غلاموں کی کمی نہ تھی‘ وہ خود راحت پسند اور آرام طلب تھیں‘ کھانا کنیزیں تیار کرتی تھیں‘ بستر لونڈیاں بچھاتی تھیں‘ غرض گھربار کے تمام کام نوکر چاکر سرانجام دیتے تھے اور وہ مسند امارت پر بیٹھی صرف حکم دیا کرتی تھیں۔

لیکن جونہی حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی شادی ہوئی وہ اپنی امیری وتونگری‘ اپنا جاہ وحشم‘ اپنا کروفر سب کچھ بھول گئیں اور اپنے عالی قدر خاوند کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں مصروف ہو گئیں۔ اب انہیں کوئی کام تھا تو یہ اور صرف یہ کہ گرامی منزلت شوہر کے ہر حکم کو بجا لایا جائے۔ ان کی زبان اقدس سے لفظ بعد میں نکلے اور تعمیل پہلے ہو جائے۔ وہ ہمہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تواضع‘ احترام دلداری‘ خدمت واطاعت میں مصروف رہتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وخدمت کی عین سعادت اور سب سے بڑا فرض سمجھتی تھیں۔ جس خاتون کے ہاتھ نے کبھی تنکا پکڑ کر دوہرا نہ کیا تھا اب وہی ہاتھ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف تھے۔ اور خدیجہ محترمہ رضی اللہ عنہا اپنے دست مبارک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کام باعث سعادت سمجھتیں۔ آپ کے لئے کھانا تیار کرتی تھیں‘ پاس بیٹھ کر کھلاتی تھیں‘ آپ کو پنکھا کرتی تھیں‘ آپ کے کپڑے دھوتی‘ سیتی اور مرمت کرتی تھیں‘ آپ کو مٹھی چاپی کرتی تھیں۔ اور اسی بات میں خوشی محسوس کرتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش رہیں اور

Marfat.com

کوئی تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ آئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بے مثال ایثار

یہی نہیں کہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے صرف زبانی اور رسمی محبت کا مظاہرہ کیا اور ظاہری خدمت کی، نہیں۔ انہوں نے سچ مچ اپنا تن من دھن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا تمام مال و زر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا اور آپ کی خدمت میں سپرد کرتے ہوئے کہا۔ آپ جہاں چاہیں اور جس طرح چاہیں اسے خرچ کر سکتے ہیں۔ میرے آقا! یہ تمام دولت آپ کی ہے۔ اب اس کے آپ مالک ہیں اور آپ اسے آزادی سے بلا ہچکچاہٹ تصرف میں لا سکتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہی ایثار اور مالی قربانی اسلام کے استحکام کا باعث ہوا۔ اس معزز خاتون رضی اللہ عنہا نے دین حق کے لیے اور اس کو تسلیم کرنے والوں کے لئے اپنے خزانے لٹا دیئے۔ اور ان کی اس فداکاری نے مذہب حقہ کو وہ ترقی اور قوت بخشی کہ آج ساری دنیا میں اس کا نام بلند و ارفع نظر آتا ہے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہ ایسے محاسن و مکارم ہیں جن کی تقلید ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ خصوصاً ان مرد و خواتین کو ضرور آپ کی پیروی کرنی چاہیے جنہیں رب تعالیٰ نے اپنی بخشش و عطا کا حظ وافر ودیعت فرما رکھا ہے۔ اہل اسلام اس ایثار پرور اور فداکار خاتون کی پیروی کر کے اپنے دل میں محبت و اطاعت، خدمت و فرمانبرداری، خلوص و للٰہیت، قربانی و فدائیت کے گرانقدر جذبات پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اپنے دین اور اپنے ایمان و ایقان کو قوت دے سکتے ہیں۔

وہ عورتیں جو دولت مندی کے نشے میں شوہروں کی خدمت اور فرمانبرداری کو اپنی توہین سمجھتی ہیں، خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس عظیم کردار سے سبق لیں اور خاوندوں

کی عزت اوراطاعت سیکھیں۔اسی طرح وہ مرد جو زیادہ عمر کی بیویوں کو نہیں چاہتے اور ان کی جانب نگاہ الفت نہیں کرتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنائیں۔اگر ہماری بہنیں اور بھائی ان دونوں عظیم ترین بزرگ ہستیوں کے مبارک طریق پر چلنے لگیں تو وہ اللہ کے فضل سے آج بھی دین ودنیا میں فائز المرام ہو سکتے ہیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ ان کی پچیس سالہ ازدواجی زندگی میں بغیر کسی رُکاوٹ یا دباؤ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اور نکاح نہیں کیا۔اور صرف خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کی الفت کا دم بھرتے رہے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد شادیاں کیں، اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کشیدگی بھی ہو جاتی اور بعض دفعہ رنجش اس قدر بڑھ جاتی تھی، کہ آپ اپنی بیویوں سے بستر الگ کر لیتے تھے۔لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ پچیس سال میں ایک دفعہ بھی کبیدہ خاطر نہیں ہوئے۔اور اس طرح کی باہمی شکر رنجی کا ایک واقعہ بھی ظہور میں نہیں آیا۔کچھ معلوم کیا کہ اس کی وجہ کیا تھی؟...... یہ اور صرف یہ تھی کہ دونوں حضرات ایک دوسرے کا دل سے پاس خاطر کرتے تھے۔ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے تھے۔اور باہمی خوشنودی اور دلداری کا خیال رکھتے تھے۔اور خدیجہ رضی اللہ عنہا تو وہ نیک بخت خاتون تھیں جو ہر وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان رہیں۔اور ہر آن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش وخرم رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ خدیجہ طاہرہؓ کی وفات کے بعد مدت العمر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جدائی میں آہیں بھرتے رہے۔اور بات بات میں ان کی نیکیاں بیان فرماتے رہے۔یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تعلق داروں اور سہیلیوں کو

Marfat.com

تحفے تحائف دے کر ان کی دلجوئی کرتے رہے۔ سچ پوچھئے تو میاں بیوی کے تعلقات میں ایسی باتیں بہت کم ملتی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی بلند کرداری ہر مسلمان کو دعوت دیتی ہے کہ وہ زن وشوئی کے رشتے کو مضبوط رکھے اور حضور ﷺ کے ارشاد مبارک خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ بِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ بِاَهْلِیْ [1] (یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے حق میں بہتر ہو۔ اور میں تم میں اپنی اہلیہ کے حق میں بہت بہتر ہوں) پر پورا پورا عمل کرے۔

اللہ ہمارے مرد وخواتین کو اس عظیم اور لائق اتباع خاوند/ بیوی کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تکلفات سے نفرت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک رخ تو وہ تھا کہ آپ ایک دولت منداور امیر خاتون ہونے کی وجہ سے نہایت ٹھاٹھ باٹھ اور شان وشوکت سے پرتکلف زندگی بسر کرتی تھیں۔ زرق برق پوشاک پہنتی تھیں۔ اعلیٰ درجے کی قیمتی خوراک کھاتیں اور سنجاب وسمور کے بستر پر سوتی تھیں۔ فرش پر حریر ودیبا کی چادریں بچھتی تھیں۔ در ودیوار پر ریشم واطلس کے پردے لٹکتے تھے۔ خیموں کی طنابیں نقرئی تاروں اور میخیں طلائی سلاخوں کی ہوتی تھیں، شاہانہ دستور تھے، شاہی خرچ تھے، امیرانہ طریقے تھے اور پر شکوہانہ سلسلے!

لیکن اب انہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا پہلو دیکھئے کہ جونہی آپ سرکار دو عالم ﷺ کے نکاح میں آتی ہیں تو سب خدم وحشم، تمام جاہ وجلال بھول جاتا ہے۔ سارا تصنع اور تکلف گم ہو جاتا ہے۔ امیری اور دولت مندی کا نشہ اتر جاتا ہے۔ اور

(۱) ترمذی، المناقب: باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ ح ۳۸۹۵ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا

ابن ماجہ، النکاح: باب حسن معاشرۃ النساء ح ۱۹۷۷ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

Marfat.com

انگ انگ میں سادگی، رگ رگ میں بے تکلفی، روئیں روئیں میں درویشی اور قلندرانہ شان اثر انداز ہونے لگتی ہے۔ اب وہی خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے کہ روکھی سوکھی روٹی کھاتی ہے۔ موٹا جھوٹا لباس پہنتی ہے، معمولی بستر پر، ہاں ہاں! ٹاٹ اور بوریا پر سونے میں اہانت نہیں سمجھتی، مٹی کے برتنوں میں کھاتی پیتی ہے۔ فرش خاکی پر بلا تکلف بیٹھ جاتی ہے۔ انسانی فطرت و ذہانت میں انقلاب برپا کرنے والی بے مثل و بے عیب ہستی نے اس کی کایا پلٹ دی ہے۔ اس کی دنیا بدل دی ہے۔ اور یہ نیرنگی اس کے اندر از خود اور آپ سے آپ پیدا نہیں ہوئی، بلکہ اپنے عالی مرتبت شوہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت پیدا ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شروع سے سادگی پسند تھے اور تکلفات کو قریب نہ پھٹکنے دیتے تھے لہٰذا یہ ناممکن تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک زندگی اس معاملہ میں آپ کی پیروی نہ کرتی اس صالح اور عظیم خاتون نے آپ کے تمام نقوش اپنے دل و دماغ میں اتار لئے اور آپ کے تمام عادات و خصائل کو اخذ کر کے آپ کے مبارک نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سادہ زندگی اختیار کرنے اور اسراف و تکلف سے بچنے کی ہدایت ہی نہیں فرمائی بلکہ ان کے سامنے اپنا عملی نمونہ پیش فرمایا اور بتایا۔ اگر تم بھی اپنی زندگی کو نمونہ فردوس بنانا چاہتے ہو تو ہمارے طریقے پر چلو۔ ہماری طرح صبر و حوصلہ، سادگی و قناعت، باہمی احترام، پاس خاطر اور خلوص پیدا کرو۔ اللہ کرے کہ ہم سب مسلمان حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی کو جنت نظیر بنائیں۔ آمین

سادگی کے دو واقعات

ابھی شادی ہوئے زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مٹی کے

طباق میں کچھ کھا رہی ہیں۔ آپ نے پوچھا: خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے جسے مزے لے لے کر کھا رہی ہیں؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! جو کا دلیہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تم نے مجھے دے دینا تھا اور اپنے لئے روٹی پکا لینی تھی۔ خدیجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے مسکرا کر عرض کیا: ''حضور! جس دل میں آپ کی محبت ہو وہ دل فقیری کا طالب ہو جاتا ہے''۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ میں رونق افروز ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے پھٹے ہوئے کرتے کو پیوند لگا رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے طاہرہ! یہ کرتہ کسی کو دے دیتیں اور خود نیا پہن لیتیں۔ خدیجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''بس میرے لئے آپ کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو دولت (یعنی آپ کی بابرکت ذات گرامی) عطا فرمائی ہے اس کے سامنے ساری دنیا کے خزانے ہیچ ہیں''۔ اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات ہی کا اثر تھا۔

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء سے سلوک

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ انہوں نے اپنی تمام دولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دی تھی۔ اور کہہ دیا تھا کہ حضور! اس کو جہاں اور جس طرح چاہیں آپ خرچ فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ضرورت ہوتی تو اس کو تصرف میں لاتے۔ اور اس مال سے اپنے متعلقین کی امداد بھی فرماتے۔ چنانچہ جب حضور دیکھتے کہ آپ کے قرابت دار تنگی اور بدحالی سے وقت گزارتے ہیں یا قحط و افلاس میں مبتلا ہیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال سے ان کو بھی عطا کرتے۔

لیکن اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت جھجک محسوس فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کہتیں کہ آپ اپنے قریبیوں کی مدد کیجئے اور دل کھول کر کیجئے۔ آپ کو اس میں کسی

قسم کی رکاوٹ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اقرباء کی مالی حالت عموماً ایسی اچھی نہ تھی۔ ذریعہ معاش تنگ اور آمدنی بہت محدود تھی۔ اور اسی وجہ سے وہ اکثر پریشان حال رہتے تھے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی یہ حالت دیکھتے تو برداشت نہ کر سکتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کرتے' وہ حضور ﷺ سے عرض کرتیں' کہ آپ دل کی کشادگی سے ان کو دیا کیجئے اور یہ خیال تک نہ دل میں لایئے کہ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال ہے۔ نہیں' یہ آپ کا مال ہے۔ اور آپ اس کو خرچ کرنے پر پورا اختیار رکھتے ہیں۔

اسی سلسلے میں یہ بھی اچھی مثال ہے کہ جب آپ کے چچا ابوطالب کی مالی حالت بہت پتلی ہوگئی۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی ایما پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال کی تھی۔ اور وہ بالغ ہونے تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خوان کرم پر پرورش پاتے رہے۔(۱) گویا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ اور خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے تعلیم وتربیت پانے کا پورا پورا موقع ملا۔ ایسا موقع کہ جس کے نتیجے میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کندن بن گئے۔ سیدہ خدیجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔ اور فاطمہ بنت رسول ان کی زوجیت میں دے دی گئیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تربیت بھی بہت عمدہ ہوئی تھی اور وہ انسانیت کا اعلیٰ ترین لباس پہن کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اور پاس خاطر کے لئے چاہتی تھیں۔ ورنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قرابت داری ابوطالب' علی رضی اللہ عنہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم سے نہیں تھی۔ وہ بس آنحضرت ﷺ کو خوش رکھنا چاہتی تھیں۔ اور اس سے امت کو سبق دینا چاہتی تھیں کہ بیویوں کو شوہر کے رشتہ داروں سے حسن

(۱) البدایہ والنہایہ: ۲/۲۵

سلوک سے پیش آنا اور ان کی مدد کرتے رہنا چاہئے۔ اس سے معاشرہ میں محبت کی ہوائیں چلتی ہیں اور رضائے حق کی شبنم کا ترشح ہوتا ہے۔

موجودہ معاشرے میں خواتین شوہر کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کر کے شوہر کا دل جیت سکتی ہیں۔ جب بیوی شوہر کا دل جیت لے گی تو اس کی زندگی کے اکثر مسائل آپ سے آپ حل ہو جائیں گے۔ مگر اکثر خواتین ادھر سے شان استغناء برت کر اپنے چمنستان حیات کو کانٹوں کا بستر بنا لیتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ زندگی بھر پریشان رہتی ہیں۔

سادہ زندگی' سادہ معاشرت

یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فارغ بیٹھ رہے تھے۔ اور کوئی کاروبار نہ کرتے تھے۔ نہیں' آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی نہ کسی روزگار سے وابستہ رہتے تھے۔ نکاح سے پہلے بھی اور نکاح کے بعد بھی آپ نے کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کیا ہوا تھا۔ اس زمانے میں کاروباری وسائل بھی محدود اور بہت سادہ تھے۔ کئی لوگ بیوپار کرتے تھے۔ کئی ریوڑ چراتے تھے۔ اس وقت یہی دونوں کام شریف اور معزز سمجھے جاتے تھے۔

دور حاضر کے مسلمان تو عام طور پر ملازمت کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور حصول ملازمت کے لئے ہی مغربی تعلیم پاتے ہیں۔ تجارت یا گلہ بانی پر مائل نہیں ہوتے۔ خیر تقسیم ملک کے بعد پاکستانی مسلمانوں نے تجارت تو کچھ نہ کچھ اختیار کر لی ہے۔ مگر گلّوں کو پالنا اور چرانا تو وہ بہت ہی توہین سمجھتے ہیں اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن سن لیجئے کہ دونوں جہانوں کے بادشاہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت بھی کی ہے اور اونٹوں' بھیڑ بکریوں کے ریوڑ بھی چرائے ہیں۔ اس لئے کہ گلہ بانی سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ نبیوں اور رسولوں نے اکثر گوسفندیں چرائی ہیں' بکریاں پالی ہیں۔

Marfat.com

عرب میں عام طور پر یہ پیشہ قابل احترام اور باعزت سمجھا جاتا تھا۔ اللہ کریم نے تجارت اور گلہ بانی میں بہت برکت رکھی ہے۔ بہرحال لوگوں کو مفید اور نفع بخش کاروبار کرتے رہنا چاہئے۔ تاکہ مسلمان قوم ترقی وخوشحالی میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔ سب سے بری بات فارغ اور بیکار رہنا ہے۔ یہ بیکاری وفراغت سو بیماریوں کی جڑ ہے۔ مقولہ ہے "بیکار دزد یا بیمار" یعنی بیکار آدمی چور بن جاتا ہے یا بیمار رہنے لگتا ہے۔ کیونکہ وہ نازک مزاج رہ رہ کر کسی تکلیف کو برداشت نہیں کرسکتا۔ بیکاری میں ایک سقم یہ ہے کہ بجائے امارت کے غربت کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے اور قوم بجائے ترقی کرنے کے مائل بہ زوال ہو جاتی ہے جیسا کہ آج کل ہمارا حال ہو رہا ہے۔ ہر گھر میں دو ایک بیکار جوان ضرور ملیں گے۔ یہ جوان والدین کے لیے ہی دردسر نہیں ہوتے' پوری قوم کے لیے سبب پریشانی اور باعث زوال ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

والدین کو نہایت سنجیدگی کے ساتھ بارہ چودہ سال ہی کی عمر میں اولاد کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اس کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھنا چاہیے انہیں کاروبار میں لگا دینا چاہیے۔ غرض بیکار نہیں رہنے دینا چاہیے۔ نکما اور نکھٹو بیٹا شادی کے بعد سب کے لیے' خصوصاً بیوی کے لیے بے حد تکلیف وپریشانی کا باعث بنتا ہے۔ بے کار رہنے والا بیٹا بھلا کب محنت پسند اور جفاکش ہوسکتا ہے؟ اس لیے والدین اولاد پر بھی رحم کریں۔ اور اپنے اوپر بھی رحم کریں۔ اور اولاد کو مصروف کار کردیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اگرچہ دولت مند تھیں اور انہوں نے اپنا سارا مال حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی کچھ نہ کچھ کام کرتے رہتے تھے۔ آپ بیکار رہنے کو بہت برا خیال کرتے تھے۔ نکاح کے بعد بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تجارت اور گلے پالنے میں مصروف رہے اور بارہ چودہ سال اسی معزز

کاروبار میں صرف کیے۔ مگر آپ تجارت سے جو نفع کماتے وہ فضول خرچی میں ضائع نہ کرتے بلکہ گھر کی اہم ضروریات پر خرچ کرتے اور اس سے غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی امداد فرماتے۔ اور اگر اونٹ اور بھیڑ بکریاں چراتے تو سارا کنبہ ان کے دودھ پر گزر بسر کرتا اور غذائی قلت دور ہو جاتی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کئی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محنت و مشقت کے کاموں سے روکا۔ اور عرض کیا کہ میرا مال جو آپ کے لئے حاضر ہے پھر آپ کو معاش کی زیادہ کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور آپ کو بظاہر کام دھندے کی ضرورت تھی بھی نہیں، مگر پھر بھی آپ نے بے کار رہنا پسند نہ کیا اور اپنے آپ کو مصروف رکھا۔ اپنی اس معاشی زندگی کو انسانوں کے لئے مشعل ہدایت بنایا۔ اور یہ سبق دیا کہ آدمی کو بیکار نہیں رہنا چاہئے اور کچھ نہ کچھ کام ضرور کرنا چاہئے۔ روزگار وہ ہونا چاہئے جو محنت اور حلال کی کمائی سے کمایا گیا ہو۔ حرام کی کمائی میں کبھی خیر و برکت نہیں ہوتی۔ اور کوئی کام باعث شرم و عار نہیں۔

اللہ کرے ہماری قوم یہ نکتۂ حقیقت طراز سمجھ لے کہ حرکت ہی میں برکت ہے۔

زوجین کے مذہبی عقائد

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقائد کے متعلق پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آپ کا گھرانہ بت پرستی کے سخت خلاف تھا۔ آپ کے والد خویلد بن اسد اور آپ کے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل تو مشرکانہ اعمال اور جاہلانہ رسوم سے بہت بیزار تھے۔ خاندان کے یہ اثرات خدیجہ طاہرہؓ پر بھی پڑے اور بہت اچھی طرح پڑے۔ تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ خدیجہ محترمہؓ نے خود یا کسی کی تحریک سے کبھی غیر اللہ کی بندگی کی ہو اور اصنام و اوثان کے سامنے سر جھکایا ہو۔

عرب کے مشرکین اگرچہ ہستیٔ باری تعالیٰ کے قائل تھے اور یہ مانتے تھے کہ

Marfat.com

کائنات عالم کے خالق و مالک کا کوئی وجود ہے۔ لیکن وہ توحید کے منکر تھے یعنی خود بھی شرک کا ارتکاب کرتے تھے، دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں شریک و دخیل گردانتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی پر ایمان نہ رکھتے تھے۔ کہنے کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی نسل میں سے تھے۔ مگر بت شکنوں کی یہ اولاد پتھر کی مورتیوں کی پوجا میں محو ہو کر اپنا اس قدر ستیاناس کر چکی تھی کہ ذات الٰہ کا وجود و عدم وجود ان کے نزدیک برابر تھا۔ اور اصنام پرستی، جہالت اور گمراہی ان کو مولائے کریم کے قریب نہ جانے دیتی تھی۔

لیکن بعض اللہ کے بندے ایسے بھی تھے جو پتھر اور مٹی کی بے جان مورتیوں کو پوجنا عقل اور فطرت کے منافی سمجھتے تھے۔ ان کی قوت شعور و آگہی اور طاقت رسا اگرچہ اتنی مضبوط نہ تھی کہ واحد معبود کو کسی احسن طریق سے پا کر اس کی عبادت کر سکتے، تاہم وہ توحید کے زبانی اقراری تھے اور بت پرستی سے اجتناب کرتے تھے۔ اور پیچھے بتایا جا چکا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کا گھرانہ اسی قسم کا تھا یہ حضرات بتوں اور ان کی پرستش سے نفرت کرتے تھے اور ان کے سامنے جھکنے کو کسی عنوان تیار نہ ہوتے تھے۔

ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر افراد خاندان بھی بت پرست نہ تھے۔ الٰہ پرست تھے، مگر مشرکوں کو بت پرستی سے روکتے بھی نہ تھے۔ ہاں! حضرت محمد عربی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی طور پر شرک و کفر اور ضلالت و جہالت سے متنفر تھے بے حد متنفر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پیشتر بھی کوئی مشرکانہ عمل نہ کیا۔ بلکہ جب بھی آپ کے سامنے بتوں کا نام لیا جاتا۔ آپ نفرت سے رخ انور کو دوسری طرف پھیر لیتے۔ قدرت نے چونکہ آپ کو ختم المرسلین بحر و بر کا ھادی اعظم بنانا اور تمام دنیا کی راہنمائی کے لئے مامور کرنا تھا اس لئے توحید اور ہدایت کا نور آپ کے سینہ مبارک میں ابتداء

سے ہی جگمگا رہا تھا آپ ﷺ شروع ہی سے پاکیزہ عقائد اور اچھے خیالات رکھتے تھے۔

عارفانہ مذاکرات

نکاح کے بعد فریقین شریفین یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کو ایک دوسرے کے عقائد و خیالات کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے مذہبی معتقدات کا مطالعہ کرنے کا خوب موقع ملا۔ جب بھی وقت ملتا' دونوں حضرات مختلف موضوعات پر بحث و مذاکرہ کرتے۔ باہمی تبادلہ خیال سے اپنی گمراہ قوم کی جہالت' اس کی جاہلانہ رسوم' اس کے مشرکانہ عقائد و اعمال' اس کی اصنام پرستی' اس کے عیوب و جرائم پر تنقید کرتے۔ پھر ذات واحد پر خوب غور و فکر کرتے۔ اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے طریقے سوچتے کہ رب کیا ہے؟ کہاں ہے؟ کیسا ہے؟ کس طرح پیدا ہوا؟ کس شکل کا ہے؟ کب سے ہے؟ کب تک رہے گا؟ کچھ اس قسم کے سوالات ان کے پاک دلوں میں پیدا ہوتے۔ جنہوں نے کچھ مدت بعد سارے جہاں کی رہبری کرنی اور کائنات عالم کے خالق حقیقی کی یکتائی و کبریائی کا ڈنکہ بجانا تھا۔ اس مقدس جوڑے کو مالک نے دل و دماغ تو بہترین عطا فرمائے تھے مگر عرفان کی تحصیل و تکمیل کے لئے ابھی کچھ وقت درکار تھا۔ حکمت بالغہ ان کے فہم و ادراک کو جلا بخشنے میں منہمک تھی اور یہ حضرات باری تعالیٰ کے قرب کے حصول کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ دونوں بزرگوں میں ہستی باری تعالیٰ سے متعلق باہم علمی باتیں اور تبادلہ خیالات ہوتا تھا۔ مگر ہنوز دونوں ہی صحیح منزل کے شدت سے آرزومند تھے۔

معبود حقیقی کا تصور

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا غیر اللہ اور ان کی عبادت کے خلاف تھے۔ جس پر دونوں باہم دگر تبادلہ

Marfat.com

خیال کرتے رہتے تھے۔آپ کے مذاکرات سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے اور نظریہ یا فلسفہ پیش کرتے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسے درست تسلیم کر لیتیں۔ بالآخر دونوں ہستیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ خالق و مالک اور اصلی معبود ایک ہی ہے۔اس کا کوئی ہمسر' شریک اور ساجھی نہیں۔اگر انسان کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کو یا اس کے قرب کو ضرور حاصل کر سکتا ہے۔لیکن اس کی تکمیل میں بھی ابھی کچھ دیر تھی۔دونوں حضرات اسی تصور اور تخیل میں ذات واحد کو مان رہے تھے اور اس کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہ کیا جا سکا تھا اس کی ذات کیا ہے۔اور اس کے اوصاف کی تفصیلات کیا ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک تخیلاتی عالم میں معبود حقیقی کی معرفت سے لطف اندوز ہوتے۔اور پہروں سر جھکائے تصور جاناں میں بیٹھے اپنا طائر فکر بہت بلندیوں پر پرواز کرتے دیکھا کرتے۔لیکن یہ طائر فکر کبھی کبھی تھک کر واپس آ جاتا۔اور اس کی واپسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق کو اور بڑھا دیتی۔

حق کی تلاش

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ نبینا کی طرح جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مناظر قدرت کا مطالعہ شروع کر دیا۔آپ حق جل شانہٗ کی جستجو میں بیابانوں کی طرف چلے جاتے۔نباتات' جمادات' حیوانات غرض ہر چیز پر نگاہ تجسس ڈالتے۔اجرام فلکی کی گردشیں دیکھتے۔دن کی روشنی' شب کی تاریکی' شمس و قمر کے طلوع و غروب' نجوم و کواکب کی حرکات' ارض و سما کی تخلیق اور کائنات کے تمام نظام و انصرام کو نہایت غور سے ملاحظہ فرماتے' درختوں ان کے پتوں' پھولوں' پھلوں کی بناوٹوں پر دھیان دیتے۔ایک مدت تک حضور اقدس کا محبوب مشغلہ دنیا اور دنیا کی ہر شے کی چھان بین کرنا تھا۔آپ روزانہ صحرا اور پہاڑوں میں نکل جاتے اور سارا سارا دن اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء اور ان کی صنعت و خلقت کی ٹوہ لگاتے رہتے۔

Marfat.com

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو گھر تشریف لاتے' تو بس حقائق معلومہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کرتے اور فرماتے کہ ہستی باری تعالیٰ سے متعلق یہ یہ معلومات حاصل ہوئی ہیں —— کوئی دوسری عورت ہوتی تو وہ اپنے شوہر کے ان خیالات کو وہم و وسواس تصور کرتی اور اس کا مذاق اڑاتی۔ اور بہت ممکن ہے کہ اسے پاگل اور فاتر العقل کہہ دیتی' (نعوذ باللہ) لیکن یہاں تھیں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پاک دل اور پاک دماغ کی مالک' منجھی ہوئی عقل اور سلجھے ہوئے فہم کی سرمایہ دار' گرامی مقام خاوند کی زبان مبارک سے جو کچھ سنتیں فوراً اس پر یقین کر لیتیں۔ اور اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا کا نعرہ بلند کر دیتیں۔

حب الٰہی کا آغاز

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یقین کامل سے یہ سمجھ لیا کہ نظام عالم کے تمام کاروبار کا سلسلہ اور اس کو قائم رکھنے اور مقررہ و مناسب اوقات پر چلانے کا سارا انتظام صرف ایک ہی دست قدرت میں ہے اور اس احد و صمد اور عظیم و اکبر ہستی کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ ایک ذرہ ناچیز ہی کو تیار کر سکے۔ ایک پتے کو ہلا سکے اور مکھی کا ایک پر اور چیونٹی کی ایک ٹانگ تک بنا سکے۔ یا اس کا کوئی شریک اور حصہ دار اور ساجھی ہی تخلیق کر سکے۔ تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ جس معبود واحد کو بڑی سعی اور محنت اور بڑی کوشش و کاوش سے پایا ہے۔ اس کی محبت و وارفتگی میں چور ہونے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس کے دربار میں حاضر ہونے کی حاجت ہے۔ اپنا عجز و انکسار دکھانے اور اس کی خدمت میں محویت و مشغولیت کا ہدیہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عزم مبارک سے خدیجہ طاہرہؓ کو آگاہ فرمایا اور ارشاد کیا "اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا)! میں چاہتا ہوں کہ آبادی سے دور جا کر

خالق اکبر کے حضور میں حاضری دوں اور اس معبود یکتا کی ذات وصفات' یکتائی و کبریائی اور شان وعظمت کے متعلق غور کروں۔ اگر آپ بچوں کی نگہداشت اور تجارتی کاروبار کو سنبھال سکیں۔ تو میں ریاضت کا سلسلہ شروع کردوں''۔

آپ کی زبان اقدس سے یہ وفور عشق ومحبت کے یہ جذبات سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حالت ایسی ہوگئی جیسے وہ کبھی کی اس بات کی منتظر اور خواہش مند تھیں' وہ نہایت مسرور ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوشی اجازت دے دی اور گھر بار کے فرائض خود سنبھال لئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ سے تین میل دور جبل ابوقبیس (Jabal-e- Abuqubais) کے ایک غار میں تشریف لے جاتے اور نہایت اطمینان وسکون سے ذات حق سے لو لگانے میں محو ہو جاتے۔ اس محویت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی کیفیت کچھ عجیب قسم کی ہو جاتی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کیف وسرور حاصل ہوتا کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا اور علائق دنیا کی کچھ خبر نہ رہتی ----- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی کھانا وغیرہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی وعرفانی مشاغل کو دیکھ کر نہ صرف مسرت کا اظہار فرماتیں بلکہ ان کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کے اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کا جذبہ موجزن ہو جاتا۔ (۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں پہلے تو سال میں ایک مہینہ جاتے۔ لیکن بعد میں دنیوی امور سے منہ موڑ کر ایک مدت تک مستقل طوز اس میں اقامت گزیں رہے۔ کبھی دل چاہا تو گھر سے ہو آئے۔ ورنہ حرا میں ہی قیام رہتا اور عبادت وریاضت کا لطف اٹھا کر معبود حقیقی ویکتا تک پہنچنے کی سعی فرمائی جاتی۔ اسی عالم محویت میں آپ کو کئی قسم کے مکاشفانہ خواب آنے لگے جو محض خواب ہی خواب نظر نہ آتے بلکہ ان مین

(۱) بخاری' بدء الوحی: باب کیف کان بدء الوحی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح:۳ مسلم' الایمان: باب بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ح:۱۶۰

Marfat.com

حقیقت جلوہ افروز نظر آتی۔ دراصل یہ کشف والہام کا ایک مخفی ظہور تھا جن کے تحت الاثر آپ کو علائق دنیا چھوڑنا پڑے۔ یہ نبوت ورسالت کا ایک افتتاحیہ تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوناگوں بشارتیں مل رہی تھیں۔ (۱) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حالات سنتیں تو بے حد مسرور ہوتیں۔ اور کوئی تمسخر کرنے یا اس کو واہمہ سمجھنے کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتیں تو یہ کہ آپ اطمینان سے اپنی ریاضت میں مشغول رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہوگا۔ میں آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔

نزول وحی وعطائے نبوت

جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عرصہ تک غار حرا میں تشریف لے جا کر شب و روز محو عبادت رہا کرتے تھے۔ عمر شریف چالیس سال کو پہنچ چکی تھی اور محویت نے اب آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری کر دی تھی۔ آپ ہمہ وقت حب الٰہی میں مخمور رہتے تھے۔ آخر ۹/ ربیع الاول ۴۰ عام الفیل کو آپ کو غیبی طور پر آوازیں آنے لگیں۔ یعنی آپ کہیں تشریف لے جاتے تو پیچھے سے کوئی غیبی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارتی جیسے کوئی آپ کو بلاتا ہو۔ آپ مڑ کر دیکھتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ ایسے واقعات سے آپ گاہے خوفزدہ ہو جاتے۔ اور تیزی سے قدم اٹھا کر گھبراہٹ میں گھر پہنچتے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام حال بیان فرماتے۔ یہ دانا وفہیم خاتون آپ کو ہر طرح تسلی دیتیں اور کہتیں ''میرے آقا! گھبرائیے نہیں اور اطمینان رکھئے۔ اللہ کریم آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا اور آپ کا حامی ومددگار رہے گا''۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تشفی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان ہو جاتا اور خوف و ہراس جاتا رہتا۔ (۲)

---

(۱) بخاری مسلم بدء الوحی ح ۳۔ مسلم الایمان باب بدء الوحی ح ۱۶۰۔ (۲) سیرت ابن ہشام ۲/ ۲۳۵

Marfat.com

اِقْرَاءْ بِاسْمِ رَبِّکَ !

رمضان شریف کا مبارک مہینہ تھا اور لیلۃ القدر کی بابرکت جلوہ افروزیاں۔ اگرچہ اس وقت رمضان کے روزوں سے متعلق کوئی حکم احکام نہ تھے۔ مگر حضور اکرم ﷺ تزکیہ نفس اور حصول تقویٰ کے لئے دوسرے مہینوں کی طرح ماہ رمضان میں بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ متواتر رکھتے تھے یا ناغہ کرتے؟ اس کی کچھ تفصیل معلوم نہیں' بہرکیف یہ بات محقق ہے کہ رمضان المبارک ۴۰ عام الفیل کے آخری عشرہ میں حضور ﷺ روزہ سے تھے۔ اور حسب معمول غار حرا میں رونق افروز ہو کر مالک حقیقی سے لو لگائے بیٹھے تھے۔ کہ دفعتاً ایک انسانی صورت آپ ﷺ کے روبرو کھڑی ہوگئی اور آواز آنے لگی:

''اے محمد! اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ !'' اپنے رب کا نام لے کر پڑھئے''۔ آنحضور ﷺ اس آواز سے نہایت خوفزدہ ہوئے اور لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِئٍ ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔ یہ سن کر اس انسانی شکل نے آپ ﷺ کو تین دفعہ اپنے سینے سے لگا کر خوب دبایا' پھر یہ آیات کہلوائیں' آپ پیچھے پیچھے پڑھنے لگے' آپؐ کے سامنے ریشمی کپڑا اچھایا گیا جس پر سورۂ علق منقش تھی' اور یہ سبق پڑھایا:

اِقْرَاء بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاء وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۝ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ (سورۂ علق آیت: ا تا ۵)

''پڑھ' اپنے پروردگار کے نام سے جس نے دنیا اور اس کی تمام اشیاء کو پیدا کیا اور ایک لوتھڑے سے انسان کو بنایا۔ پڑھ' تیرا پروردگار بڑا صاحب اکرام و بزرگی ہے۔ اس نے قلم کے ذریعے انسان کو نوشت و خواند سکھائی

Marfat.com

اور وحی کے ذریعے اس کو وہ علم دیا کہ اس سے وہ پہلے واقف نہ تھا''۔(۱)

یہ سبق دے کر وہ مقدس پیکر غائب ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف و غم میں مبتلا چھوڑ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈر کر ہانپتے کانپتے گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ ''مجھ پر جلدی سے کمبل ڈال دو''۔ خدیجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا۔ اور آپ لیٹ گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کپکپی دور ہوئی تو آپ نے فرمایا:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا! مجھے خوف ہے کہ میں کسی آفت میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور جان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھوں''۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام واقعہ سنا دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''آپ غم نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا اور کوئی مصیبت آپ پر نازل نہ کرے گا۔ آپ اپنے اقرباء سے عمدہ سلوک کرتے ہیں۔ عزیزوں کو خوش رکھتے ہیں۔ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتے ہیں۔ مظلوموں کی حمائت فرماتے ہیں۔ مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ بے کسوں کے ساتھی ہیں۔ مسکینوں کے غم خوار ہیں۔ ساری مخلوق سے نیکی کرتے ہیں۔ خوش خلق اور پاکباز ہیں۔ جس انسان کا کردار اتنا بلند اور جس کی صفات ایسی محمودہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کو رسوا کرتا ہے نہ کوئی گزند پہنچنے دیتا ہے۔ آپ اطمینان رکھئے اور فکر و غم کو قریب نہ آنے دیجئے''۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ نے آپ کو تسلی دے دی اور دل میں سکون پیدا ہوا۔ اس کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کبریٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ

(۱) بخاری، بدء الوحی: باب کیف کان بدء الوحی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح: ۳۔ مسلم الایمان: باب بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ح: ۱۶۰

Marfat.com

بن نوفل کے پاس لئے گئیں۔ یہ توریت و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ اگرچہ بہت بڈھے اور نابینا ہو چکے تھے مگر آسمانی کتابوں کے علوم سے بخوبی واقف تھے۔

انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول وحی کا واقعہ سنا تو فرمایا:

''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو چیز نظر آتی ہے۔ وہ فرشتہ وحی (جبرائیل علیہ السلام) ہیں۔ وہی جبریل' جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ تم وہی خاتم الانبیاء' پیغمبر حق ہو جس کی بابت تورات اور انجیل میں مژدہ دیا گیا...... مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو نبوت اور رسالت کے انعام سے نوازا ہے اور تم پر اللہ تعالیٰ کا پاک کلام نازل ہوا ہے''۔

اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے آپ کو انجیل کی وہ پیش گوئی سنائی۔ جس میں مسیح علیہ السلام نے کہا ہے کہ میرے بعد وہ پیغمبر آخر الزمان تشریف لائے گا۔[1] اس کا نام فارقلیط (احمد) ہوگا۔ اور اس کو کفار و مشرکین سے جہاد کا حکم ملے گا۔

اسی سلسلے میں ورقہ نے کہا: ''اے محمد! کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب تمہاری قوم تمہیں دیس نکال دے گی (اس وقت میں تمہارا ساتھ دیتا۔)''

---

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیش گوئی قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصف:۶)

''عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا میں اللہ کی طرف سے رسول بن کر تمہاری طرف آیا ہوں' تاکہ تورات کی تصدیق کروں تمہیں اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی بشارت دوں جس کا نام احمد ہوگا''۔

(واضح رہے کہ اس آیہ مبارکہ میں آنے والے رسول سے مراد غلام احمد قادیانی ہرگز نہیں صرف خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیرت سے دریافت کیا کہ کیا میری قوم مجھے وطن سے نکال دے گی؟

ورقہ نے جواب دیا۔ہاں! جو پیامِ الٰہی تم پر نازل ہوا ہے وہ جس رسول پر اترا ہے اس کے ساتھ اس کی قوم نے یہی سلوک کیا ہے۔ کافر قوموں نے اپنے پیغمبروں کی ہمیشہ نافرمانی کی ہے۔ ان سے دشمنی برتی ہے۔ ان کو وطن سے نکالا ہے۔ ان کو اذیتیں دی ہیں۔ پس لوگ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کریں گے۔ اس واقعہ کے ظہور کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقین کرلیا کہ جو چیز انسانی شکل میں آپ ﷺ کے سامنے آئی تھی وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ جو آپ سے پہلے تمام مرسلین کی طرف اللہ تعالیٰ کے احکام لے کر آتے رہے۔ اب آپ کو اپنی رسالت کا بھی تیقّن (یعنی پورا یقین) ہوگیا اور یہ بھی کہ حق جل شانہٗ نے آپ کو لوگوں کی ہدایت وراہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

سچ پوچھئے تو حضور ﷺ کے اس اطمینان وایقان کا باعث حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔ جن کی زیرکی اور ذکاوت نے واقعہ غارحرا کو سن کر سب سے اول خود یقین کیا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو کوئی بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے جھٹلانے کی بجائے فوراً اس کی تصدیق کی اور اپنے چچیرے بھائی سے اس کی تصدیق کرائی۔ محترم جناب حکیم سید محمود گیلانی نے اس واقعہ کو ذیل کی نظم میں مزیّن کیا ہے۔

نزولِ قرآن

شب مہ صیام بھی وہ محترم حرا نشیں
جو تھا امام صائمین وہ زیب بزم کن فکاں
خدا کی جس کو تھی لگن
وہ معتکف تھا غار میں کسی کی سن کے آہٹیں

Marfat.com

پروں کی پھڑ پھڑاہٹیں ہوا لرز کے نیم جاں
مثال شاخ یاسمن
سنی صدا ڈرو نہیں کہ ہوں خدا کا ایلچی
بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی پڑھو پڑھو عزیز جاں
بنام رب ذوالمِنَن
کہا یہ روزہ دار نے کہ مَا اَنَا بِقَارِیٔ
پڑھوں میں کیا پڑھائے بن خدا پہ حال ہے عیاں
نہیں میں جانتا یہ فن
یہ سن کے اس نے زور سے دبایا روزہ دار کو
کہ مہر نور بار کو بحکم رب دو جہاں
کرے جہاں میں ضَوفگن
غرض ملک نے یوں اسے دبایا تین مرتبہ
کہ پائے دینؑ مرتبہ خدا ہے جس کا پاسباں
نبیؑ ہے آخری رتن
بچھا کے پھر حریر کو کہا کہ لو پڑھو سبق
پڑھا کے سورۂ علق عیاں کیا جو تھا نہاں
کھلا جو خشک تھا چمن
سبق تھا یہ عجیب سا ہوا وہ اور بھی حزیں
سکون تھا ذرا نہیں پسینہ رخ سے تھا رواں
لگا تھا کانپنے بدن
گیا وہ گھر وہ ہانپتا کہا خدیجہ! زُمِّلی

کہ غُطَنِی فَغُطَّنِی غرض تمام کی بیاں
وہ داستانِ پُر محن

کہا یہ سن کے ماجرا رفیقۂ حیات نے
کہ ہے خدا کی ذات نے چنا تمہیں مرے میاں
ڈرو نہیں رہو مگن

گئے وہ دونوں محترم جہاں بزرگ ایک تھا
جو متقی و نیک تھا سنائی اس کو داستاں
کہ دور دل کی ہو جلن

کہا بزرگ نے ہے یہ کلام رب عالمیں
تمہیں محمدؐ الامیں نبی ہو آخر الزماں
پھلے گا دین کا چمن

تین سال کا توقف

سورۂ علق (اِقْرَاءِ بِاسْمِ رَبِّکَ) نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین سال تک وحی الٰہی نہیں اتری۔ (1) توقف و تعطل وحی کے یہ تین سال حضور ﷺ نے بڑے اضطراب اور بے تابی سے گزارے۔ اس عرصہ میں کبھی آپ ﷺ کوہ ابوقبیس پر چڑھتے۔ کبھی غار حرا میں تشریف لے جاتے۔ کبھی جنگل اور صحرا میں جا کر انتظار فرماتے۔ لیکن جب آپ کے پاس کوئی فرشتہ اور کوئی حکم الٰہی نہ آتا تو آپ سخت مایوس اور بے چین ہو جاتے۔ حضور ﷺ کی بے چینی اور بے صبری کبھی اتنی شدت اختیار کر لیتی آپ خودکشی کے لئے تیار ہو جاتے۔ اسی اضطراب و پریشانی میں ایک دفعہ آپ پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اور چھلانگ لگا کر جان دے دینا

(1) فتح الباری: ۱/۳۰ بحوالہ تاریخ احمد بن حنبل، البدایہ والنہایہ: ۳/۴

Marfat.com

چاہی۔ (۱) لیکن ایک غیبی آواز نے آپ کو یہ کہہ کر روک دیا ”اے محمد! صبر کیجئے اور اطمینان سے دن گذاریئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں“۔

حضور اقدس ﷺ کی یہ بے چینی اور بے تابی بجا تھی۔ پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ نے یہ خیال فرمالیا تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کے احکامات نازل ہوتے رہیں گے۔ لیکن جب تین سال تک یہ سلسلہ رکا رہا تو یہ سمجھے کہ جو منصب عظیمہ وجلیلہ حق جل شانہ نے عطا فرمایا شاید وہ چھین لیا گیا ہے۔ یا ذات حق سے قرب وحضور اور فنا فی اللہ کا جو تعلق قائم ہوا وہ منقطع ہو گیا ہے۔ بس اسی غم میں حضور ﷺ شب وروز گھلے جاتے تھے اور ایک لمحہ بھر آپ کو چین نہیں آتا تھا۔

اس مرحلے پر بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی کافی مدد کی اور ڈھارس بندھائی۔ جب وہ آپ ﷺ کو پریشان ومضطرب دیکھتیں تو آپ کو تسلی دیتیں، دلجوئی فرماتیں اور جیسے بھی ممکن ہوتا اضطراب کو دور کرنے کی کوشش کرتیں۔

سورۂ مدثر کا نزول

رسول اللہ ﷺ ایک دن بیابان کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں زمین وآسمان کے درمیان روشنی ہی روشنی پھیلی ہوئی ہے اور عجیب وغریب آوازیں آ رہی ہیں۔ آپ نے اوپر نگاہ ڈالی۔ تو جبریل علیہ السلام کرسی پر بیٹھے نظر آئے۔ اس ہیبت ناک نظارے نے آپ پر لرزہ طاری کر دیا۔ (۲) فوراً گھر کا رخ کیا اور کانپتے ہوئے فرمایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا! مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ خدیجہ طاہرہؓ نے آپ پر چادر ڈال دی اور آپ لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں فرشتہ وحی نے آپ کو سورۂ مدثر کی یہ آیات ذیل سنائیں:

(۱) بخاری، التعبیر: باب اول ما بدئ بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحۃ ح: ۶۹۸۲

(۲) بخاری، بدء الوحی: باب کیف کان بدء کان الوحی الی رسول اللہ ﷺ ح: ۴

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ (سورۃ مدثر آیت ا تا ۵)

''اے جو چادر میں ملبوس ہیں اٹھئے اور لوگوں کو عذاب سے ڈرایئے۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھئے اور گناہ کی غلاظت سے کنارہ کیجئے''۔

وحی کا سلسلہ شروع ہو جانے سے حضور ﷺ کو بے حد خوشی ہوئی۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی کافی مسرور ہوئیں۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً آپ ﷺ پر اللہ کے احکامات نازل ہونے لگے۔ کبھی حکم آتا: ''

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (۱) یا رسول اللہ! اپنے قرابت داروں کو عذاب خداوندی سے ڈرایئے''۔

کبھی فرمان جاری ہوتا:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ○ (۲) ''اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کثرت سے رکوع و سجود کیجئے''۔

حضور ﷺ ان احکام کی تعمیل فرماتے اور ان کو اپنے اقرباء تک پہنچاتے رہے۔ اور غار حرا میں جو طریق نماز آپ کو جبرئیل علیہ السلام نے سکھایا تھا اس کے مطابق عبادت کرتے رہے۔

مسلمہ اول خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا ایمان

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قوت ایمانی اور جذبہ عرفانی دیکھئے کہ جب آپؓ نے اپنے نامدار شوہر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آیات بینات کا ظہور دیکھا تو ان کو اندازہ ہو گیا کہ حضور ﷺ وہی پیغمبر اعظم اور خاتم النبیین ہیں جن کی آمد کی پیش گوئیاں کتب سابقہ میں مرقوم ہیں۔ اور جن کے تشریف لانے کی خبر انبیائے سابقین

(۱) سورۃ الشعراء آیت: ۲۱۴ (۲) سورۃ العلق آیت: ۱۹

Marfat.com

دیتے رہے ہیں۔ تو آپ آنحضرت ﷺ پر بلا چون و چرا' بلا حیل وحجت ایمان لے آئیں اور فوراً اسلام قبول کر کے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق و توثیق کر دی۔ ایسی اطاعت گزار اور وفا شعار خاتون مشکل ہی سے کوئی ملے گی جس نے خاوند کے ایک ایک لفظ کو درست اور سچا تسلیم کیا۔ اور کسی ایک بات کی تکذیب کا خیال تک اس کے پاک دل میں پیدا نہیں ہوا۔ ورنہ عام طور پر یہی ہوا ہے کہ شوہر نے کوئی عجیب اچنبھے کی بات سنائی ہے یا اپنے متعلق کوئی بڑائی کا لفظ بیان کیا ہے تو گھر والے اس کا تمسخر اڑاتے اور اس کی باتوں کو توہم قرار دے دیتے ہیں۔ لیکن خدیجہ محترمہ کا کردار ہر مرحلے پر بلند رہا۔ انہوں نے زبان رسالت سے جو کچھ سنا کسی تنقید و تنقیح کے بغیر فوراً اس کو صحیح مانا۔ اور دربار نبوت میں اپنا سر جھکا دیا۔ داناؤں کے نزدیک یہی ایمان و ایقان کی وہ اعلیٰ قوت اور عظیم طاقت ہے جو قابل تعریف ہے۔ اور ایسا ہی ایمان اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

مستند روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ابتداء میں صرف ان چار نفوس نے اسلام قبول فرمایا:

(۱) عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

(۲) مردوں میں حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ

(۳) غلاموں میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

(۴) بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

یہ چار افراد کی مختصر اسلامی جماعت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلو میں حق جل شانہٗ کے ذکر و شکر اور حمد و ثناء میں مشغول رہتی تھی۔ (۱)

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو دولت اسلام سے سرفراز پا کر اور اپنے شوہر عالی قدر

---

(۱) البدایہ والنہایہ: ۳/ ۲۵۔۲۶

Marfat.com

کو تخت رسالت و ختم نبوت پر متمکن دیکھ کر جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ وہ ہر وقت اس دوہرے مرتبہ پر بے انتہا مسرت کا اظہار کرتیں۔ کہ ایک تو انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین میں داخل کیا۔ دوسرے خاوند وہ ملا جس کو نبوت اور ختم نبوت کا وہ عظیم و ارفع مرتبہ بخشا گیا جو اس سے پیشتر کسی کو نہ مل سکا۔

اسلام کی خفیہ تبلیغ

ابتداء میں جناب ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ و اشاعت دین کا کام خفیہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان سعید روحوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے جن میں بلا روک ٹوک اس کے قبول کرنے کی صلاحیت تھی۔ اس خفیہ تبلیغ سے بھی چند حضرات اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ بزرگ افراد نمازیں بھی خفیہ پڑھتے تھے اور اپنے اسلام کو بھی مخفی رکھتے تھے۔ صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علانیہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔

ادھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی خاص خاص مستورات میں تبلیغ کے فرائض ادا کرتی تھیں۔ اور پوشیدہ طور پر اپنی خاص خاص رشتہ دار عزیز اور محبوب خواتین کو اسلام کی دعوت دیتی تھیں۔ چنانچہ آپ کی مساعی حسنہ بارآور اور نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔ اور خفیہ تبلیغ سے کئی خوش نصیب عورتوں نے دین اسلام کو قبول کرلیا۔

علاوہ بریں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مرحلے پر تسلی دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغموم و متفکر دیکھتیں اور پریشانی و بے چینی کی علامات آپ کے چہرہ اقدس سے نظر آتیں تو فوراً آپ کی دلجوئی میں مصروف ہو جاتیں۔ اور جس طرح ہوسکتا ہے آپ کی ڈھارس بندھاتیں۔ ان کے اس نیک عمل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تسکین ہوتی اور آپ اپنے کام میں پھر مصروف ہو جاتے۔

اسلام کی علانیہ تبلیغ

آخر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ (۱)

''آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کھول کر لوگوں کو سنائیے۔ اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔ اور جو لوگ آپ کی ہنسی اڑاتے ہیں ان کے لئے ہم کافی ہیں۔ جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسری چیزوں کو معبود ٹھہراتے ہیں ان کو عنقریب سب کچھ معلوم ہو جائے گا''۔

اس حکم الٰہی کے ماتحت حضور اقدس ﷺ اسلام کی کھلم کھلا تبلیغ کرنے لگے۔ آپ شہر کے کوچہ و بازار میں تشریف لے جاتے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر لوگوں کو اپنے پاس بلاتے۔ خدائے واحد کی حمد و ثناء بیان فرماتے اس کی یکتائی اور کبریائی کا اعلان کرتے۔ اس کی توحید کی تعلیم دیتے' جھوٹے خداؤں اور مٹی پتھر کی مورتیوں کی مذمت کرتے۔ ان کی پرستش کے دنیوی اور اخروی نقصانات بتاتے۔ اور ہر شخص کو یہی تبلیغ فرماتے کہ:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ (۲)

''خدا کے بندو! صرف ایک معبود حقیقی کی عبادت کرو اور کسی (جاندار یا بے جان) شے کو اس کا ساجھی نہ بناؤ''۔

عوام آپ کے مواعظ سنتے مگر پرواہ نہ کرتے۔ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے۔ اور بس چلتا تو آپ کا خوب مذاق اڑاتے۔ حضور انور ﷺ

(۱) سورۃ الحجر آیت: ۹۴ تا ۹۶ (۲) سورۃ النساء۔ آیت: ۳۶

Marfat.com

جس راستے سے گزرتے لوگ سرگوشیوں میں مصروف ہو جاتے کہ یہ عبدالمطلب کا پوتا اور عبداللہ کا بیٹا کیا کہتا ہے۔ یہ عجیب بات کرتا ہے کہ اللہ اس سے کلام کرتا ہے اور آسمان سے اس کو خبریں بھیجتا ہے۔ دیکھو نا! یہ کیسی فضول باتیں کرتا ہے؟ بھلا اس کے کہنے سے ہم اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ تبلیغی کام میں لگے رہتے لیکن چونکہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کی مخالفت کے عادی نہ تھے اس لئے جب کفار و مشرکین آپ کے ارشادات پر کان نہ دھرتے اور آپ کے خلاف بکواس کرتے' تو آپ پر مایوسی چھا جاتی۔ اور آپ گھر آ کر دکھ اور بے چینی کا اظہار کرنے لگتے۔ اس موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی آپ کی رفیقہ و مونسہ ثابت ہوتیں۔ وہ آپ کے یاس وقنوط کو ان الفاظ سے دور کرتیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ناامید نہ ہو جیے۔ اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ آپ استقلال سے فرض تبلیغ ادا فرماتے رہئے''۔ (۱)

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سکون ملتا اور سہارا ہوتا وہ بیان سے باہر ہے۔ بیشک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مونس و غمگسار تھیں۔

واقعہ کوہ صفا

تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر دو قسم کے فرائض تھے جیسا کہ ارشاد قرآنی ہے:

(۱) وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ . (۲)

---

(۱) ملخص معرفۃ الصحابہ ص: ۳۲۰۲ (۲) سورۃ الشعراء آیت: ۲۱۴

Marfat.com

''یعنی اپنے قرابت داروں کو دین حق کی دعوت دیجیے''۔

(۲) فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ[1] لوگوں تک ڈنکے کی چوٹ اسلام کا پیغام پہنچایئے''۔

چنانچہ حضور اقدس ﷺ دونوں قسم کے فرائض کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہے۔ گھر اور باہر والوں کو اللہ تعالیٰ کے پیغامات اور احکام پہنچاتے تھے۔

ایک روز آنحضرت ﷺ شہر مکہ سے تھوڑی دور کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور اس پہاڑی پر چڑھ کر قوم قریش کے مختلف قبائل کو پکارنے لگے:

''اے آل غالب! اے آل عدنان' اے بنو ہاشم' اے بنو اسد' اے فرزندان اسماعیل' اے اولاد ابراہیم! میں عبدالمطلب کا پوتا تمہیں پکار رہا ہوں۔ آؤ میرے پاس پہنچو''۔[2]

اہل مکہ نے جب آنحضرت ﷺ کی پکار سنی۔ تو کہنے لگے------کوہ صفا پر محمد الامین ہمیں پکار رہا ہے۔ شاید کوئی مصیبت اس پر آن پڑی ہے۔ چلو چل کر دیکھیں' وہ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ وہ صفا پہاڑی پر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور پوچھا مَا لَکَ یَا مُحَمَّد؟ ''اے محمد! کیا معاملہ ہے' کیوں بلا رہے ہو؟'' رسول اللہ ﷺ نے ان سے یوں خطاب فرمایا:

یَا مَعۡشَرَ قُرَیۡشٍ! اِشۡتَرُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ اللّٰہِ مَا اُغۡنِی عَنۡکُمۡ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا' یَا بَنِیۡ عَبۡدِالۡمُطَّلِبِ لَا اُغۡنِی عَنۡکُمۡ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا' یَا عَبَّاسَ ابۡنَ عَبۡدِالۡمُطَّلِبِ! لَا اُغۡنِیۡ عَنۡکَ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا' یَا صَفِیَّۃَ عَمَّۃَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ! لَا اُغۡنِیۡ عَنۡکِ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا یَا فَاطِمَۃَ بِنۡتِ

(۱) سورۃ الحجر آیت: ۹۴

(۲) بخاری' التفسیر سورۃ الشعراء باب: ۲ ح: ۲۷۵۳' ۳۵۲۷' ۴۷۷۱' ۴۳۹۴' ۴۷۷۰ مختصراً
مسلم' الایمان: باب فی قولہ تعالیٰ (وانذر عشیرتک الاقربین) ح: ۲۰۸' ۲۰۶' ۲۰۴ مختصراً

مُحَمَّدٍ! سَلِيْنِيْ مِنْ مَالِي مَا شِئْتِ، لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

''اے قوم قریش! اپنی جانیں عذاب الٰہی سے محفوظ رکھو۔ میں تم کو قہر الٰہی سے بچا نہیں سکتا۔

اے عبدالمطلب کے بیٹو! عذاب خداوندی سے میں تم کو نہیں بچا سکتا'

اے عبدالمطلب کے فرزند عباس! میں اللہ کے غضب سے تجھ کو محفوظ نہیں کر سکتا۔

اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی! میں تجھے رب کے عتاب سے نہیں بچا سکتا۔

اے محمد کی بیٹی فاطمہ! تو میرے مال سے جو کچھ چاہے اور جتنا چاہے مانگ سکتی ہے لیکن مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ تجھ کو اللہ کے عذاب سے بچاؤں''۔

یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا:

''اگر میں تمہیں یہ اطلاع دوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کی فوج چھپی ہے اور تم پر دھاوا بول کر تمہارا مال و اسباب لوٹ لینا چاہتی ہے تو بتاؤ! تم مجھے سچا سمجھو گے یا جھوٹا''؟

تمام لوگوں نے حضور ﷺ کے اس سوال کا جواب یہی دیا کہ ''اے محمد! تم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے۔ اور ہمیں تمہارے اندر ہمیشہ سچائی اور راست گوئی ہی نظر آئی ہے۔ تم جو کچھ کہو گے ہم اسے صحیح مانیں گے۔

تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ——— ''اگر یہی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو اور تم مجھے سچا سمجھتے ہو تو تم لوگ اللہ کے عذاب سے بچو۔ اس کے غضب سے ڈرو' معبود کو ایک اور صرف ایک مانو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوا ہوں۔ میری رسالت پر

Marfat.com

ایمان لے آؤ"۔

حضور علیہ السلام کا یہ وعظ سن کر آپ کے گمراہ چچا ابولہب نے کہا۔ تبًّا لکَ سائِرِ الیوم اَلِھذا جمعتنا "اے محمدؐ! تو برباد ہو جائے۔ کیا ایسی باتیں سنانے کے لئے تو نے ہمیں اکٹھا کیا ہے؟"

روایت ہے کہ ابولہب کی اس بکواس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے جواب دیا۔ اور اس کی مذمت میں سورۃ تبّت اتاری۔ چنانچہ آج ہر کوئی حضور ﷺ کا ذکر مبارک آئے تو ورفعنا لکَ ذِکرکَ اور جب دشمن رسول ابولھب کا نام آئے تو تبّت یدا ابی لھبٍ وّ تبَّ پڑھتا ہے۔ یعنی ہر شخص حضرت سرور عالم ﷺ کی عظمت کے گیت گاتا ہے اور ابولھب پر لعنتوں کے ڈونگرے برساتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی بے چینی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تشفی

سچ کہا ہے کسی نے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے پند و نصائح کو بادل نخواستہ سنا تو سہی، مگر اس کا کوئی اثر نہ لیا۔ اور تمام لوگ بڑبڑاتے اور برے لفاظ بکتے ہوئے لوٹ گئے۔ حضور ﷺ کو مشرکین کی اس بدسلوکی اور سنگ دلی سے سخت اذیت پہنچی۔ آپ نے گھر آ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تمام واقعہ سنایا۔ اور مایوسی میں بار بار آہیں بھرنے اور کف افسوس ملنے لگے۔ لیکن خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کا غم والم دور کرنے کے لئے فرمایا:

"آپ گھبرائیے نہیں۔ اطمینان سے فرض تبلیغ ادا کرتے جائیے۔ اللہ کریم ایک

Marfat.com

دن آپ کو ضرور کامیاب کرے گا''۔

اس پیارے جملے سے حضور ﷺ کے دل کا کنول کھل گیا۔اور یاس آس میں بدل گئی۔آپ کی ڈھارس بندھ گئی۔اور حوصلہ بلند ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی صاحب فہم وفراست خاتون نے ہر تکلیف کے وقت حضور ﷺ کی مدد کی۔اور ایسی مدد کی کہ دنیا میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔اور ان کی یہ وہ عظیم خدمت اسلام ہے۔جس نے دین اسلام کو حیات دائمی بخشی اور جس کو تاریخ قیامت تک فراموش نہیں کر سکتی۔

رسول اللہ ﷺ پر مصائب کا ہجوم

آنحضرت ﷺ جوں جوں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور دین حق کی تبلیغ کرتے تھے کفار ومشرکین اسی قدر آپ کو تکلیفیں پہنچاتے اور آپ کی راہ میں مشکلات پیدا کرتے تھے۔وہ کون سی اذیت تھی، جو حضور ﷺ کو نہیں دی گئی؟ حضور ﷺ کے جسم اطہر پر گندگیاں پھینکی گئیں۔حضور ﷺ پر پتھر برسائے گئے۔بدن مبارک کو زخمی کیا گیا۔آپ کو زہر اور قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں۔آپ کا گلا گھونٹا گیا۔آپ کے راستے میں کانٹے اور زہر آلود کیل بکھیرے گئے۔اور کفار بد اطوار نے آپ کو ستانے بلکہ جان سے مار دینے کے لیے ہر قسم کے انسانیت سوز حربے استعمال کئے۔

لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی ایذا رسانی کے واقعات سنتیں تو آپ ﷺ کا حزن وملال رفع کرنے کے لئے ہر طرح کی دلجوئی فرماتیں۔اور آپ کی ڈھارس بندھاتیں۔جس سے آنحضرت ﷺ کا رنج وملال رفع ہو جاتا اور آپ پھر سکون وثبات سے دعوت وتبلیغ میں مصروف ہو جاتے۔

جنون وکہانت کے الزامات

کفار مکہ اگر نبی کریم ﷺ کو دوسری جسمانی تکلیفیں پہنچانا چھوڑتے تو آپ کو

Marfat.com

طرح طرح کے لالچ دیتے۔ مال و دولت پیش کرتے۔ بیش قیمت اونٹوں اور گھوڑوں کے گلّے حاضر کرتے۔ خوبصورت عورتوں کا طمع دیتے۔ حکومت دینے کے وعدے کرتے اور کہتے کہ جس چیز کی آپ کو طلب ہے فرمایئے' فوراً حاضر کر دی جائے گی مگر بتوں کی مذمت' اللہ کی وحدانیت اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت چھوڑ دیجئے۔ لیکن حضور ﷺ جواب دیتے کہ اے مشرکین! اگر روئے زمین کے تمام خزانے لا کر میرے قدموں میں ڈھیر کر دو' جب بھی میں حق کا پیغام پہنچانے اور دین کی خدمت بجا لانے سے باز نہیں آ سکتا۔ (۱)

جب قریش کو اس میں بھی کامیابی نہ ہوتی تو پھر وہ کبھی حضور ﷺ کو شاعر کہتے۔ کبھی کاہن اور مجنون کہہ کر پکارتے۔ اور کبھی جادو گردانتے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ پر لگائے گئے ان بیہودہ اور بے بنیاد الزامات کی تردید فرماتا اور ارشاد فرمایا:

كَذٰلِكَ مَا اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ (۲)

''یارسول اللہ! ان سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ان کے پاس بھی کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے جادوگر اور دیوانہ نہ کہا ہو''۔

جب حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا ان الزامات کو سنتیں اور اس کی وجہ سے آنحضور ﷺ کو پریشان دیکھتیں تو آپ سے کہتیں۔ اے اللہ کے رسول! آپ ان لوگوں کے الزاموں سے غم نہ کھایئے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ سے کہہ رہا ہے۔:

مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ (۳)

''آپ اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے دیوانے اور پاگل نہیں ہیں''۔

---

(۱) سیرت ابن ہشام ۱/۲۹۶ (۲) سورۃ الذاریات آیت: ۵۲

(۳) سورۃ القلم آیت: ۲

Marfat.com

پھر آپ کیوں ملال کرتے ہیں؟ آپ تبلیغ کے فرائض سرانجام دیتے رہئے اور لوگوں کے کہنے سننے کی پرواہ نہ کیجئے۔

حضور ﷺ کے زخمی دل پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تسکین آور الفاظ مرہم کا پھایہ رکھ دیتے اور آپ کا صدمہ دور ہو جاتا۔

قرآن اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زبان میں یکسانیت

حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زیرکی و خردمندی اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے یا بہ الفاظ دیگر ان کے لیے اس سے بڑا اور کیا اعزاز ممکن ہے کہ جن پاک الفاظ میں آپ رسول اللہ ﷺ کی دلجوئی اور تشفی فرماتیں، اللہ تعالیٰ قریب قریب انہیں الفاظ میں آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے۔

دعوت و تبلیغ اسلام کے ابتدائی دنوں میں جب بھی آنحضرت ﷺ پر مایوسی طاری ہوتی اور جب بھی آنحضرت ﷺ مشرکین کی تکلیفوں سے گھبرا کر بے دل سے ہوتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کو ان الفاظ میں تسلی دیا کرتیں:

''یارسول اللہ! آپ اطمینان رکھئے اور استقلال سے کام کیجئے آپ سے پہلے جس قدر انبیاءؑ مبعوث ہوئے ہیں، سب کا یہی حال ہوا ہے۔ ان کو تکلیفیں بھی دی گئی ہیں اور ان سے ٹھٹھا بھی کیا گیا ہے۔ آپ فکر نہ کیجئے اللہ آپ کو نصرت و کامرانی ضرور عطا فرمائے گا''۔(۱)

کچھ مدت بعد زبان وحی نے قریباً ایسے ہی الفاظ رسول اللہ ﷺ کو سنائے۔

ارشاد ہوا:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ

---

(۱) معرفۃ الصحابۃ ص ۳۲۰۲

Marfat.com

اٰیٰتِہٖ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ (۱)

''یا رسول اللہ! آپ سے پہلے جس قدر پیغمبر اور ہدایت دینے والے مامور ہوئے ان سب سے ان لوگوں نے یہی سلوک کیا ہے۔ ان کی خواہشات میں شیطان ملعون نے وسوسے ڈالے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہ تمام شیطانی وسوسے تباہ کر دیئے اور اپنی نشانیوں کو مضبوط فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑا دانا ہے''۔

سبحان اللہ! خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کس قدر فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریباً انہی کے الفاظ کو اپنے کلام پاک میں دوہرا دیا۔ اور اپنے نبی کی قلبی تسکین فرمائی۔

مسلمانوں کی اذیت پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا رنج

اس زمانے میں جو پاکباز لوگ اسلام قبول کرتے تھے' مشرکین ان کو لرزہ خیز سزائیں دیتے تھے۔ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی کرنا کم کر دی تھی۔ اور اذیت پہنچانے کے لئے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ بدبخت مشرک کسی مسلمان کو مکان میں بند کر کے بھوکا پیاسا رکھتے۔ کسی کے اعضائے بدن بے دردی سے کاٹ دیتے۔ کسی کو لوہے کی نہایت وزنی زرہیں پہنا دیتے۔ کسی کے پیٹ پر گرم اور بھاری پتھر رکھ دیتے ۔کسی کو برہنہ کر کے تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتے۔ کسی کو تپتے ہوئے لوہے سے داغتے' کسی کو درخت سے باندھ کر مارتے' کسی کو لٹا کر بازوؤں میں میخیں ٹھونک دیتے۔ کسی کو درخت پر الٹا لٹکا کر اوپر کھجور کی چٹائی لپیٹ کر نیچے سے دھونی دیتے۔ اور کسی کو قتل کر دیتے۔ چنانچہ حضرت بلال حبشی حضرت یاسر' حضرت عمار' حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہم وغیرہم پر جو کچھ گزری وہ بیان سے باہر ہے۔ ایسے دلخراش اور لرزہ خیز واقعات کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور زہرہ آب ہو جاتا۔

(۱) سورۃ الحج آیت:۵۲

حضرت خدیجہ طاہرہؓ جب مسلمانوں کے یہ رعشہ خیز اور کربناک حالات سنتیں تو لرز اٹھتیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ وہ ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور ﷺ نہایت رقت سے دعا فرماتیں:

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعِنِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَجِرْھُمْ اَجْرًا لْعَظِیْمَ

''الٰہی! محمد ﷺ کے دین کی مدد کر اور مسلمانوں کی امداد فرما۔ اور ان کو اسلام قبول کرنے اور تکلیفیں سہنے کا بہت بڑا اجر عطا کر''۔

علاوہ بریں آپ ہر عبادت کے بعد اپنی دعاؤں میں ''اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا ' اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا'' کثرت سے پڑھا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ کی دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ اللہ نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے فدا کاروں کو بالآخر بہت بڑی فتح وظفر عطا فرمائی۔

اہل اسلام کی اعانت

حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے مصائب ومشکلات میں مسلمانوں کی جو امداد فرمائی اور اسلام قبول کرنے والوں کی اعانت میں انہوں نے جذبہ ایثار وفدائیت کا ثبوت دیا کسی مذہب وملت کی کوئی تاریخ رہتی دنیا تک اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز رہے گی۔ خدیجہ کبریٰؓ نے اپنا تمام مال وزر اسلام اور شیدائیان اسلام کی امداد وخدمت کے لئے وقف کر دیا۔ خود روکھی سوکھی کھائی اور آئندہ زندگی فقر وفاقہ سے بسر کی مگر دین حق اور اس کے حامیوں کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ جب آپ کو اطلاع ملتی کہ فلاں مسلمان کو یہ تکلیف ہے تو ام المومنینؓ فوراً اپنے مال کو اس کی تکلیف رفع کرنے کے لئے خرچ کرتیں اور بے دریغ لٹاتیں۔ مسلمان غلاموں کو ان کے مشرک آقا ہوشربا سزائیں دیتے۔ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کو خرید خرید کر آزاد کر

Marfat.com

دیتیں۔ بھوکے مسلمانوں کو غلہ اور روٹی پہنچاتیں۔ ننگوں کو کپڑے دیتیں۔ بے کسوں کو روپیہ کے ذریعے مدد دیتیں۔ مقروض مسلمانوں کے قرضے ادا کرتیں اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتیں۔ اکثر محتاجوں، یتیموں، مسکینوں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خوان یغما پر مدت تک پرورش پائی ہے۔

محصورین کی بھرپور امداد

ظالم مشرکین نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور تمام مسلمانوں اور مسلمانوں کے حامیوں کو شعب ابو طالب میں محصور کر دیا۔ اور ان کا دانہ پانی تک روک دیا تو اس وقت بھی خدیجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے ایثار کی ایک مثال قائم کی۔ آپ خود بھی محصور تھیں لیکن محصور لوگوں کی دل کھول کر امداد فرماتی تھیں۔[1] اس زمانے میں ان کے پاس جس قدر نقدی تھی سب اللہ کی راہ میں ان گھرے ہوؤں پر خرچ کر دی۔ اس روپے سے وہ کسی نہ کسی طرح اشیائے خوراک باہر سے منگواتیں اور مسلمانوں میں تقسیم کرتیں۔ خود بھوکی رہتیں لیکن کفار کے نرغے میں گھرے ہوئے لوگوں کو کھلا کر خوش ہوتیں۔

خیال کیجئے جس طرح دوسرے لوگ کفار کے نرغے میں تھے اسی طرح خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی پنجۂ صیاد میں تھیں۔ لیکن واہ رے صبر و تحمل! اور واہ رے جذبہ قربانی! کہ اپنی تکلیفوں کا ذرا احساس نہ تھا۔ اور احساس تھا تو صرف یہ کہ دشمن کے محصوروں کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اپنی مصیبتوں کا خیال تک نہ آتا تھا۔ لیکن دوسروں کی مصیبتوں کو دور کرنے کی ہمہ وقت فکر تھیں۔ جب تک روپیہ ان کے پاس رہا۔ آپ محصورین کی بے دریغ اعانت فرماتی رہیں۔ جب رقم ختم ہوگئی تو دوسروں کی طرح آپ بھی صبر و شکر کر کے بیٹھ گئیں اور عرش والے کی طرف دیکھنے لگیں۔ تا آنکہ کفار کے عہد نامے کو

(۱) سیرت ابن ہشام: ۱/ ۳۷۵، طبقات ابن سعد: ۱/ ۲۰۸۔۲۱۰

Marfat.com

دیمک چاٹ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو رہائی بخشی۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رنج محن اور ابتلاء و آزمائش سے دوچار فرماتے ہیں تاکہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے۔ اور جب وہ امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو انہیں دارین کی سعادتیں اور کونین کی عظمتیں عطا فرماتے ہیں۔ اور اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر جو عظمتیں اور رفعتیں نصیب ہوئیں ان پر قرآن کے صفحات گواہ ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ہر مرحلے اور ہر موڑ پر اہل اسلام کی بھرپور اعانت کی۔ اور ایسی اعانت فرمائی جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔

اسلام کی ترقی پر انتہائی خوشی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک طرف تو مسلمانوں کے آلام و مصائب دیکھ کر حزن و ملال میں مبتلا ہو جاتیں۔ اور درد سے ان کی دل بھر آتا۔ لیکن دوسری طرف جب وہ اسلام کے عروج وارتقاء کی خبر سنتیں اور انہیں یہ اطلاعات پہنچتیں کہ لوگ اللہ کا دین قبول کر رہے ہیں تو آپ کو بے حد خوشی ہوتی۔ اور آپؓ دربارِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر اس کی حمد اور شکر میں مشغول ہو جاتیں۔ لکھا ہے کہ اس قسم کی خبریں سن کر آپ مصلیٰ پر جا بیٹھتیں اور دیر تک نفل پڑھتی رہتیں۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کے اسلام لانے کا مژدہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فرطِ مسرت سے آنسو نکل آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہو گئیں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ مولائے کریم نے ان کے عالی قدر شوہر کی وہ دعا قبول فرمائی۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التجا کی تھی کہ ”خداوند عالم! عمرؓ کو ہدایت دے کر اسلام کو نصرت عطا فرما“۔ (۱)

---

(۱) ترمذی المناقب: باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ح: ۳۶۸۱

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آنحضرت ﷺ کا ساتھ ایسی دعاؤں میں ساتھ دیا کرتی تھیں جن میں بااثر اور طاقت ور لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی آرزوئیں کی جاتی تھیں۔ چنانچہ مالک بزرگ و برتر ان دعاؤں کو قبول فرماتا تھا۔

اسلام کے لئے عظیم قوت

حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعے دین حنیف کو بڑی تقویت بخشی۔ اگر مالک قدوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسلام کا آخری پیغام بردار ساری مخلوق عالم کے لئے ہادی اور راہبر بنا کر مبعوث فرمایا تو اس نے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی زوجیت میں دے کر دین قیم کے علاوہ اس کے رسول مقبول اور اس کے شیدائیوں کی معاون و یاور بنا دیا۔ اور ہمیں یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ اگر خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی فیاض، بردبار، جان نثار اور صاحب ایمان وایقان خاتون آنحضرت ﷺ کی رفاقت میں نہ ہوتی تو نہ تو آپ آسانی سے اپنے مشن اور اپنے فرض کو تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوتے۔ نہ مسلمانوں کی مشکلات کا خاطرہ خواہ ازالہ ہوتا۔ اور نہ اسلام کو عالمگیر ہونے کا شرف نصیب ہوتا۔

یہ خدیجہ طاہرہؓ ہی تھیں جو مصائب و مشکلات میں بلکہ مہلک اور مسموم حالات میں ہر گام رسول برحق ﷺ کی ڈھارس بندھاتی تھیں اور ان کو امیدیں دلا کر اور شیریں رس گھلے الفاظ میں تسلی و تشفی دیتیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام کی دعوت کے لئے پھر تازہ دم کر دیتی تھیں۔ حضور ﷺ جب مشرکین کی سختی و درشتی اور ان کے انکار و استہزاء سے پریشان و کبیدہ خاطر ہو کر یاس و قنوط کی حالت میں گھر تشریف لاتے اور خدیجہ محترمہ آپ کے چہرہ اقدس سے حزن و ملال کی علامات دیکھتیں۔ تو جیسے بھی ممکن ہوتا تو آپ کی دلداری و دلجوئی فرماتی۔ آپ کے حزن و ملال، غم و اندوہ، فکرو

Marfat.com

تر دد مایوسی و بے دلی کو دور کرنے کی کوشش کرتیں۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے امید افزا محبت بھرے اور روح پرور الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پھر اطمینان و تسکین، مسرت و کامیابی کی لہر پیدا کر دیتے۔

خیال کیجئے۔ اگر اس حال میں خدیجہ طاہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تازگی اور آمادگی پیدا نہ کرتیں۔ اور آپ غمگینی اور مایوسی میں گھر بھی بیٹھے رہتے تو فرض تبلیغ کیونکر ادا ہوتا؟ توحید و رسالت کا پیغام کیسے پہنچایا جاتا؟

اور سنگدل مشرک کس طرح اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوتے؟ پس ان حالات میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بدولت رب کا دین بڑھا، پھیلا، پھولا، طاقتور بنا اور اطراف و اکناف عالم میں پہنچا۔

پھر اس فنا فی اللہ، فنا الرسول اور فنا فی الاسلام خاتون محترم رضی اللہ عنہا نے اپنا تمام مال و زر راہ للہ قربان کر کے جس فیاضی اور فدائیت کا عملاً مظاہرہ فرمایا از آدم تا ایں دم اس کی مثال کہیں ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے انفاق فی الدین سے نہ صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے مصائب و آلام کا قریب قریب خاتمہ ہوا۔ بلکہ اسلام کو عظیم الشان طاقت نصیب ہوئی۔ اللہ کا دین کفار و مشرکین کا مزعومہ تباہ کاریوں سے بچ نکلا۔ اور پھر اتنی قوت پکڑ لی کہ ایک وقت آیا کہ اس نے خود منکروں اور اللہ و رسول کے دشمنوں کا تیا پانچا کر دیا۔ کفر کا زور ٹوٹ گیا اور جگہ جگہ حق کے چرچے ہونے لگے۔

مسلمانوں کی روحانی امداد

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف اہل اسلام کی مالی اعانت فرمائی اور انہیں کھانے پینے، کپڑے اور نقدی سے نوازا بلکہ جب تک زندہ رہیں ان کی روحانیت کو بھی جلا بخشتی رہیں۔ جس سے مسلمانوں کا جذبہ ایمان اور بھی کامل و اکمل ہو جاتا۔

Marfat.com

جب آپ کوئی افواہ سنتیں کہ فلاں مسلمان مرتد ہو گیا تو آپ کبھی یقین نہ کرتیں۔ اور اس قسم کی جھوٹی خبریں سن کر آپ اطلاع دینے والوں سے کہتیں ——— کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ. (۱) "اللہ پر ایمان لانے کے بعد جو شخص انکار کرتا ہے وہ مرتد تو ضرور ہو جاتا ہے" لیکن جو شخص کفار کے نرغے میں پھنس کر اپنی جان بچانے کے لئے بمجبوری ایسا کرتا ہے وہ مرتد نہیں ہو سکتا"۔

ایک دفعہ کسی مسلمان کے متعلق مشرکوں نے یہ بے بنیاد خبر اڑا دی کہ وہ دین محمد ﷺ سے پھر گیا ہے' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا' غلط ہے یہ بات۔

قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ. (۲) "اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے"۔

الغرض اس قسم کی باطل خبروں سے مسلمان اگر پریشان اور بددل ہونے لگتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کی ڈھارس بندھاتیں' حوصلے بلند کرتیں انہیں روحانی تسکین بخشتیں اور ان کے اضطراب و بے تابی کو دور فرماتیں۔ غرض اسلام کو کمزور نہ ہونے دیتیں اور ایسے ایمان افروز طریقہ سے افواہوں کی تردید کرتیں کہ مسلمانوں کا جذبہ ایمانی پھر تازہ ہو جاتا۔ اور ہر مسلمان کا دل اطمینان وسکون کے نور سے بھر جاتا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تبلیغی خدمات:

رسول اللہ ﷺ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام باہر کرتے تھے' لیکن حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یہ فرائض گھر میں سرانجام دیتی تھیں۔ اور مستورات میں تبلیغ فرماتی تھیں۔ اللہ کریم کی طرف سے جس قدر قرآن مجید نازل ہوتا تھا آپ عورتوں کو اس کو تعلیم دیتی تھیں۔ ان کو نماز' روزہ وغیرہ احکام کے طریق سکھاتی تھیں اور اسلامی مسائل سے ان کو آگاہ کرتی تھیں۔

(۱) سورۃ النحل آیت ۱۰۶ (۲) سورۃ النحل آیت ایضاً

Marfat.com

بعض اوقات صحابہ کرامؓ بھی آپ سے استفادہ کرتے تھے اور احکام و مسائل پوچھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ خدیجہ طاہرہؓ کسی مسلمان کے دین و ایمان میں خلل واقع نہ ہونے دیتی تھیں۔ آپ جس طرح خود صادق الایمان اور مومنہ قانتہ تھیں۔ اسی طرح ہر مسلمان کو مسلم صادق اور مومن قانت دیکھنا چاہتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس صالح اور متقی خاتون کو فراست باطنی میں ایسا کامل بنایا تھا کہ وہ اپنی خداداد زیرکی و فہمیدگی سے کام لیتیں اور اسلام کو ضعف پہنچنے سے بچاتیں۔ آپ اپنے پرجلال اثر سے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی صداقت و حقانیت کو کَالنَّقشِ فِي الْحَجرِ (یعنی نہایت پختہ) کر دیتیں۔ جس سے اسلام اور اہل اسلام کو بے انتہا فائدہ پہنچتا۔ اور وہ کوئی دینی نقصان اٹھانے سے یکسر محفوظ رہتے۔

اللہ اور رسول ﷺ کی رضا جوئی

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے بے شمار فضائل میں ایک یہی فضیلت لاکھوں پر بھاری ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی کو ہر بات پر مقدم رکھا۔ وہ کوئی کام ایسا نہ کرتی تھیں جس سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی کسی قسم کی ناراضگی ہوتی ہو۔ بعثت سے پہلے انہوں نے نبی علیہ السلام کو ایک عالی قدر شوہر سمجھ کر خوش اور ہر معاملہ میں شادکام رکھا اور ان کی ایسی اطاعت اور ایسی خدمت کی جس کی نظیر کسی بیوی میں کم ہی نظر آئے گی۔

لیکن بعثت کے بعد یعنی حضور ﷺ کو نبوت و رسالت کا انعام ملنے پر تو طاہرہ محترمہؓ اللہ اور اس کے رسول کی ہو گئیں۔ اب ان کا ایک ایک عمل قرآن و سنت کے مطابق ہوتا۔ وہ آنحضور ﷺ کے قدم پر قدم رکھتیں۔ وہ ہر کام میں رسول اللہ ﷺ کی پوری پوری پیروی کرتیں۔ کیا مجال جو اطاعت رسول میں ذرا بھر کوتاہی کریں۔

Marfat.com

بات یہ ہے کہ حضرت خدیجہ محترمہؓ نے آنحضور ﷺ کے مقام ارفع کو بخوبی سمجھ لیا تھا۔ اورانہیں یقین ہو چکا تھا کہ اگر آپ کو خوش رکھا جائے گا اور آپ کی پیروی کی جائے گی تو خدائے غفور و کریم بھی خوش رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا حاصل کرنے' خدمت کرنے اور فرمانبرداری کرنے میں ہر وقت کوشاں رہتی تھیں۔ چنانچہ آپ اپنے مقصود میں کامیاب ہوئیں اور نہایت اعلیٰ کامیاب۔

قرآن و حدیث کی زبان میں اسی کا نام اتباع سنت ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے ایک بار نہیں بیسیوں بار تاکید فرمائی ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ مسلمان' مسلمان ہی نہیں جو حدیث و سنت پر عمل نہیں کرتا۔ جو ارشاد قرانی مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا [1] (یعنی جو حکم رسول تمہیں دیں وہ اختیار کرو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ) پر لبیک نہیں کہتا اور تارک سنت یا منکر حدیث ہے اس کا کوئی اچھے سے اچھا عمل بھی اللہ قبول نہیں فرماتا۔ کیونکہ یہ بدعقیدہ اور مرتد بن چکا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ تارک سنت بدعتی ہے اس کی نماز' روزہ' حج وزکوٰۃ وغیرہ بھی منظور نہیں کی جاتی۔ [2] اللہ کرے کہ ہماری ماؤں بہنوں بیٹیوں کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرح سنت نبوی سے محبت اور اتباع کی توفیق نصیب ہو۔ اور وہ تارکین سنت میں نام لکھوا کر انعامات اخروی اور شفاعت رسول اللہ ﷺ سے محروم نہ رہیں۔

زہد و عبادت

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کے گھرانے کے اکثر افراد کو بت پرستی سے سخت نفرت تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ انہوں نے غیر اللہ کی کبھی عبادت کی ہو۔ ہاں! اللہ وحدہ لاشریک کا تصور و

(۱) سورۃ الحشر آیت: ۷ (۲) ابن ماجہ المقدمہ: باب اجتناب البدع والجدل ح ۴۹۔

تخیل ان میں ضرور پایا جاتا تھا۔لیکن وحی الٰہی کی راہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے وہ معبود حقیقی کو کماحقہ، پہچان نہ سکتی تھیں۔

لیکن جب اللہ بزرگ و برتر نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو جس طرح آنحضرت ﷺ ریاضت و عبادت میں مصروف رہتے تھے اسی طرح اور اسی طریقے سے حضرت خدیجہ طاہرہؓ بھی وحدہ لاشریک لہ کی بندگی بجالانے لگیں۔اب ان کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ ذرا کام سے فرصت ملتی تو مصلیٰ کو سنبھال لیتی تھی۔اور رب کریم کے ذکراذکار میں مشغول ہو جاتیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ انہیں عبادات اور تسبیح و تہلیل کے طریقے سکھاتے اور آپؓ انہیں جامہ عمل پہناتیں۔اور نہ صرف خود نفل و نماز، اور اوراد و وظائف میں محو ہوتیں بلکہ مسلمان عورتوں کی راہبری بھی کرتیں اور ان کو عبادات کا طریقہ اور دستور بتاتیں۔ بعثت کے تھوڑی ہی مدت بعد آپ پر محویت طاری ہوگئی اور آپ خالق اکبر سے لو لگا کر حب الٰہی میں سرشار رہنے لگیں۔روایت ہے کہ بعض دفعہ اللہ کی محبت و وارفتگی میں اس قدر سرشار ہو جاتیں کہ ان کو اپنے وجود کی بھی خبر نہ رہتی تھی۔

یہ تو عبادت کا ذکر تھا' اب زہد کا حال سنئے کہ عرب کی اس امیر خاتون ترین نے رسول اللہ ﷺ کا فیض صحبت پاتے ہی ساری امیری اور تمام لذائذ دنیا کو تیاگ دیا۔ اپنے مال و دولت کو اللہ کے راستے میں قربان کر کے خود خالی ہو کر بیٹھ گئی۔روکھی سوکھی مل گئی تو کھالی۔ورنہ فاقے کھینچنے لگی۔اور اگر کہیں سے کچھ دستیاب ہو بھی گیا تو وہ غریبوں' بھوکوں' ننگوں اور حاجت مندوں کو دے دیا۔یہ سب کچھ اس عظیم خاتون نے اپنے رفیع الشان خاوند سے سیکھا تھا اور یہ زہد یہ بے نیازی اور علائق سے بے تعلقی اسی مرسل اعظم ﷺ سے اخذ کی گئی تھی جو دونوں جہانوں کا بادشاہ ہو کر گھر میں کوئی اثاثہ نہ رکھتا تھا۔

Marfat.com

فیاضی اور کریمی

اللہ اکبر! سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی فیاضیاں اور سخاوتیں کس میں ہوں گی؟ تاریخ انسانیت، روزِ قیامت تک ایسا جو د وسخا عورتوں میں کیا، مردوں اور بڑے بڑے حاتموں میں بھی نہیں دکھا سکے گی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ رفیقہ رسول ہے، جس نے اپنے خزانے راہ مولا میں لٹا دیئے۔

جس نے اپنا مال وزر اپنے شوہر عالی مرتبت کی خوشنودی کے لئے وقف کر دیا۔
جس نے اپنی تمام دولت اسلام کی خدمت واشاعت کے لئے صرف کر دی۔
جس نے اپنا تمام سرمایہ اہل ایمان کی امداد واعانت کے لئے خرچ کر دیا۔

آج کون ہے؟ جو اللہ اور رسول کی رضا اور اسلام کے احیاء و بقاء کے لئے چند روپے بھی خرچ کرتا ہو؟ الا ماشاء اللہ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے کہ سب کچھ فی سبیل اللہ لٹا کر بھی مطمئن نہیں ہے اور یہی حسرت رکھتی ہے کہ اگر کچھ اور ہوتا وہ بھی مالک کو خوش کرنے کے لئے قربان کر دیتی۔ وہ محتاجوں کو زر و جواہر کی جھولیاں بھر بھر کر دیتی ہے مگر تسلی نہیں پاتی۔ بھوکوں کے دن رات پیٹ بھرتی اور ننگوں کو روز و شب ڈھانپتی ہے لیکن چین نہیں پکڑتی۔ اور یہی کہتی ہے کہ مولائے کریم! زیادہ سے زیادہ عطا کرتا کہ تیری خوشنودی کے لئے تیری راہ میں زیادہ سے زیادہ دے سکوں۔ دروازے پر سوالی آتے ہیں تو جھڑکتی نہیں، رنجیدہ کبیدہ نہیں ہوتی، اور کرتی کیا ہے؟ کہ جو پاس موجود ہوتا ہے وہ سب سائلوں کو دے ڈالتی ہے اور اتنا خیال نہیں کرتی کہ خود کیا کھائے گی۔ شوہر کو کیا کھلائے گی اور بچوں کو پیٹ کیسے بھرے گی۔

اللہ غنی! کیا شان استغنا ہے کہ دوسروں کی فکر ہے اور اپنی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ کرے کہ ہم مسلمانوں میں بھی سخاوت کا یہی ولولہ اور دین کی خدمت کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ آمین! آج ضرورت ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں حضرت خدیجہ

Marfat.com

الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلیں۔ تاکہ ہمارے دین و دنیا میں روح پرور انقلاب آ سکے۔

اولاد کی تربیت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی جو اولاد ان کے پہلے خاوندوں سے تھی یعنی ایک لڑکا اور ایک لڑکی' ان کی پرورش بھی خوب ہوئی۔ خدیجہ طاہرہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازیوں اور توجہات عالیہ سے ان کی تربیت بھی بہت اچھی طرح سے کی گئی۔ جس کا نیک انجام یہ ہوا کہ یہ دونوں بہن بھائی بھی دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔ لڑکا (ہند) ممتاز صحابہ میں شمار ہونے لگا اور اس نے ''وصّاف النبی'' کا خطاب پایا۔ لڑکی سے مشہور صحابی محمد مخزومی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو معروف راوی حدیث ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اولاد پیدا ہوئی ان میں آپ کے فرزندان گرامی تو معصوم عمر میں ہی اللہ کو پیارے ہوئے۔ ہاں لڑکیاں جوان ہوئیں ان کو ان دونوں بزرگواروں نے بہت عمدہ تربیت کی۔ ایسی تربیت کہ چاروں صاحبزادیوں نے بلند مرتبے پائے۔ اور ان کو حضرت ابوالعاصؓ حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے ذیشان شوہر ملے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی اولاد سے بے حد محبت کرتی تھیں اور یہ قدرتی امر ہے کہ باپ کی بہ نسبت ماں کو اپنے بیٹے بیٹیوں سے زیادہ الفت ہوتی ہے۔ لیکن ان محبوبین رب علا کی محبت عام لوگوں کی محبت جیسی نہ تھی۔ ان کی شفقت و محبت میں پاکیزگی' لطافت' شرافت اور مشیئت ایزدی کارفرما تھی۔ اگر اولاد سے کوئی ذرا سا قصور ہوتا تو خدیجہ کبریٰؓ اسے روکتیں اور ٹوکتیں۔ کسی سے معمولی سی لغزش ہو جاتی تو فوراً اسے تنبیہ کرتیں اور چپکے لاڈ چاؤ نہ دیکھا جاتا' جیسے

Marfat.com

آج کل ہمارے ہاں دیکھتے ہیں اور پھر اولاد کو خراب کر لیتے ہیں۔

اس تربیت کا اثر یہ ہوا کہ مقدس باپ کی یہ مقدس اولاد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پیشتر بھی زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی اولاد سے عمل و کردار کے لحاظ سے بھی افضل و اعلیٰ مانی گئی۔ اخلاق و تہذیب' شرافت و نجابت اور عادات و اطوار میں اس پاک اولاد کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اور یہ ساری برکت' اعلیٰ تربیت اور نیک تعلیم کا نتیجہ تھی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب ''سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔

پس جو لوگ خراب تربیت اور ملحدانہ تعلیم دے کر اپنی اولاد کی دنیوی اور اخروی زندگیاں تباہ کرتے ہیں انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ کہ کس طرح آپ نے اولاد کو پاک تربیت دے کر مقبول و معزز بنا دیا اور جنت کا وارث کر دیا۔ اور پھر ان کی بہت سادہ طریقے سے شادیاں کر کے ان کے لئے خاوند بھی ایسے منتخب کئے جو فدا کاران اسلام اور شیدائیان رسول (ﷺ) تھے۔

روایت حدیث

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے حدیثیں بھی روایت فرمائی ہیں۔ (۱) لیکن ان کی روایات کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد صرف دس سال زندگی پائی۔ اور یہ دس سالہ زمانہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مصائب و مشکلات کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان کو روایت حدیث کا زیادہ موقع نہیں ملا۔

ہاں! جس قدر روایات آپ سے ثابت ہیں۔ وہ نہایت جامع مستند اور اسلام کے مختلف اہم مسائل و احکام سے متعلق ہیں۔

(۱) بقی بن مخلد القرطبی ص: ۱۶۵

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے دو خاوندوں ابو ہالۃ النباش بن زرارہ تمیمی اور عتیق بن عائد مخزومی سے جو دو بچے پیدا ہوئے ان کی پرورش بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بھی ایک مثال قائم کر دی اور دنیا کو بتا دیا کہ اولاد ربیبہ (بیوی کی پہلی اولاد) کو یوں پالا اور پوسا جاتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچیس سال کی مدت میں کل چھ بچے تولد ہوئے' دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں۔

سب سے بڑے اور پہلے صاحبزادے قاسم تھے۔ اور انہی کے نام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تھی۔ یہ قریباً دو سال زندہ رہ کر وفات پا گئے۔

دوسرے صاحبزادے عبد اللہ تھے' یہ طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ بھی شیر خوارگی ہی میں فوت ہو گئے۔ ان کی وفات پر کفار مکہ نے کہا' کہ محمد ابتر یعنی بے اولاد ہی رہے گا۔ کیونکہ اس کے دونوں لڑکے مر گئے ہیں۔ اس پر سورۂ کوثر نازل ہوئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ . (۱)

''اے رسول! غم نہ کیجئے' آپ کا اسم گرامی قیامت تک سر بلند رہے گا۔ مگر آپ کے دشمن ہی کا نام و نشان مٹ جائے گا''۔

اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار دختران عالی قدر کے مختصر حالات ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں جو حضرت قاسمؓ کے بعد

(۱) سورۃ الکوثر آیت: ۳

Marfat.com

تولد ہوئیں۔ حضور ﷺ کی عمر شریف اس وقت تیس سال کی تھی۔ حضرت زینبؓ نے سن شعور کو پہنچتے ہی اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسلام قبول فرمایا۔(۱) آنحضرت ﷺ نے ہجرت مدینہ سے پیشتر ان کا نکاح خدیجۃ الکبریٰؓ کے بھانجے ابوالعاص بن ربیع سے کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تو ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے مگر زینب اپنے خاوند کے ساتھ مکہ ہی میں رہیں۔ ابوالعاص ۲ ہجری میں کفار مکہ کی طرف سے جنگ بدر میں شریک ہوئے اور گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے۔ حضرت زینبؓ نے ان کی رہائی کے لئے بطور فدیہ وہ ہار بھیج دیا۔ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا۔ یہ ہار دیکھ کر حضور ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا مرحومہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے سے وہ ہار زینبؓ کو واپس بھیج دیا۔ (۲) اور ابوالعاص کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ حضرت زینبؓ کو مدینہ شریف بھیج دیا جائے۔ ابوالعاص نے ایسا ہی کیا۔ اور زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے گھر رہائش اختیار کر لی۔ اس کے بعد ابوالعاص ایک تجارتی قافلے کے ساتھ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی سفارش نے انہیں رہائی حاصل ہوئی۔ اور سامان تجارت بھی واپس مل گیا۔ بعد ازاں وہ مکہ سے ہو کر پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔ لیکن حضرت زینبؓ زیادہ دیر ان کی رفاقت نہ کر سکیں، ایک سفر میں ہبار نامی ایک شقی نے زینبؓ کے نیزہ مارا۔ جس سے ان کا حمل ضائع ہو گیا اور اسی زخم سے وہ رحلت فرما گئیں۔ انا للہ! ان کی وفات سے حضور ﷺ کو بہت دکھ ہوا اور آپؐ نے فرمایا:

هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِي اُصِيبَتْ فِيَّ. (۳)

---

(۱) مواہب الدنیہ بحوالہ ابن اسحاق

(۲) ابوداؤد/الجہاد/باب فی فداء الاسیر بالمال ح: ۲۶۹۲

(۳) مشکل الآثار: ۱/۵۷، تاریخ صغیر: ۱/۱۸/۶۲، مواہب الدنیہ ۲/۶۱، البدایہ والنہایہ: ۳/۳۳۱

''یہ میری بیٹیوں میں بہت بلند مرتبہ تھی جس نے میرے لئے مصیبت جھیلی''۔

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہی کی صاحبزادی امامہؓ سے نکاح کیا تھا۔

۲۔سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دوسری صاحبزادی ہیں جن کی ولادت حضرت عبداللہؓ کے بعد اس وقت ہوئی جب کہ آنحضرت کی عمر مبارک ۳۳ سال کی تھی۔ (۱) بعثت سے پیشتر یہ ابولہب کے بیٹے عتبہ سے بیاہی گئی تھیں۔لیکن جب ابولہب نے نبوت ملنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت شروع کر دی۔اور کوہ صفا کے واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِھٰذَا اَجْمَعْتَنَا ؟

''اے محمد! تو ہلاک و برباد ہو جائے کیا اسی لئے تو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا؟''

اس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ○ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ○ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ○ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ○ (سورۃ اللھب)

''ٹوٹ جائیں ہاتھ ابی لہب کے۔اور ہلاک ہو وہ۔نہ کفایت کیا اس کو مال اس کے نے جو کچھ کمایا تھا۔شتاب داخل ہوگا آگ شعلہ والی میں۔اور جو

(۱) مواہب الدنیہ:۲/۶۱ بحوالہ زبیر بن بکار

Marfat.com

رو اس کی اٹھانے والی لکڑیوں کی۔ بیچ گردن اس کی کے رسی ہے پوست
کھجور کی سے"۔

ابولہب اور اس کی زوجہ ام جمیل نے جب یہ آیتیں سنیں تو اپنے بیٹے عتبہ سے کہا کہ محمد کی بیٹی کو فوراً طلاق دے دو۔ اس نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی (۱)۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ان دونوں حضرات نے حبشہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر مکہ میں آ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت رقیہ ؓ ۲ ہجری میں جنگ بدر کے موقع پر بعارضہ چیچک بیمار ہوئیں۔ اور اسی بیماری سے فوت ہو گئیں۔ اہل عرب اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّۃَ وَّزَوْجُھَا عُثْمَانَ (۲) کا مقولہ بہت مشہور تھا۔ "یعنی سب سے بہترین جوڑا جو دیکھا گیا وہ رقیہ اور عثمان کا دیکھا گیا ہے"۔

۳۔ سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دختر ہیں۔ پہلے عقبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ لیکن جو واقعہ رقیہ کے ساتھ ہوا وہی ان کے ساتھ بھی ہوا۔ ابولہب کے کہنے پر عتبہ اور عقبہ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کو طلاقیں دے دیں۔

کہا جاتا ہے کہ ام کلثوم ؓ کا اصلی نام آمنہ ہے۔ لیکن نام تو کسی کو یاد نہیں رہا صرف کنیت یاد رہ گئی۔ سیدہ ام کلثوم ۳/ ہجری میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی ؓ کے نکاح میں آئیں۔ اور یہ نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح سے پہلے حضرت عثمان ؓ سے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام

(۱) مواہب الدنیہ: ۲/ ۶۱

(۲) رحمۃ للعالمین ج: ۲ ص: ۱۰۳

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر آئے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تم سے ام کلثوم کی شادی کر دوں۔ (۱) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی وجہ سے دربار رسالت سے ذوالنورین (دونوروں والا) کا خطاب ملا۔ کہ حضور اقدس ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگران کے نکاح میں آئیں' حضرت ام کلثوم ؓ نے ۹/ ہجری میں انتقال فرمایا۔

۴۔ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

آپ نبی علیہ السلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں جو نبوت کے دوسرے سال جب کہ حضور ﷺ کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھیں' تولد ہوئیں۔ سب سے چھوٹی ہونے کے سبب سے حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ کیونکہ ان کی تعلیم وتربیت بتمامہ آنحضرت ﷺ نے فرمائی۔ آپ کے اعلیٰ کردار اور خصائل کی بدولت دربار نبوی سے آپ کو سَیِّدَۃُ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ (۲) اور سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (۳) کے خطابات تفویض ہوئے۔ اور حضور ﷺ نے ان کو زندگی میں ہی جنت کی خوشخبری دے دی۔ ان کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے چھ سال کی عمر میں اپنی پرورش میں لیا۔ اور ان کو خوب تربیت فرمائی۔ اسی تربیت کی بدولت علی رضی اللہ عنہ نے دس گیارہ سال کی عمر میں یعنی بچپن میں ہی اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بمنزل ہارون بن گئے۔ حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد اللہ کو پیاری ہوئیں۔

---

(۱) مواہب الدنیہ: ۲/۶۳' بحوالہ فضائل

(۲) بخاری' الاستئذان: باب من ناجی بین یدی الناس الخ

ح: ۶۲۸۵۔۶۲۸۶' مسلم فضائل الصحابۃ باب فضائل فاطمۃ بنت النبی ﷺ ح ۲۴۵

(۳) بخاری' المناقب: باب علامات النبوۃ فی الاسلام ح: ۳۶۲۴

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اولاد مبارک میں سے صرف سیّدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کی نسل دنیا میں باقی رہی۔ چنانچہ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں' جو علم و فضل میں عظیم المرتبت بزرگ مانے گئے ہیں۔ ان کو زہر دے کر شہید کیا گیا —— حضرت حسینؓ آپ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ جو ۶۱ ہجری کے عشرہ محرم میں یزیدی فوج سے لڑتے ہوئے کربلا میں شہید ہوئے۔ (۱) ان دونوں کا سلسلہ نسب چل رہا ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی ایک بیٹی حضرت زینب ہیں۔ جن کی قوت کردار و عظمت اور گفتار کو یزید' ابن زیاد اور ابن سعد ایسے اشقیا نے بھی تسلیم کیا۔ اور آپ کی مدلل و پر ملال و پر جلال گفتگو کے بعد ایک حرف زبان سے نہ نکال سکے۔

آپ کی دوسری بیٹی ام کلثوم ہیں۔ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ ان کا مہر چالیس ہزار درہم باندھا گیا۔ (۲)

الغرض! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات میں یہ فضیلت اور یہ سعادت و کمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی خدیجۃ الکبریٰؓ کو حاصل ہے کہ سوائے حضرت ابراہیمؓ کے جو ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تمام اولاد اطہار انہی سے تولد ہوئی۔ (۳) اور پھر حضرت فاطمہ بتولؓ کے ذریعے ان کی نسل قائم و دائم رہی۔ اور ان کی فضیلت کی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف میں فرمایا:

اِنَّھَا کَانَتْ وَ کَانَ لِیْ مِنْھَا وَلَدٌ یَعْنِیْ خَدِیْجَۃَ (۴)

''یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا اتنی خوبیوں اور اتنی صفتوں کی مالک تھیں کہ ان کے اوصاف بیان نہیں ہوسکتے۔ (ان میں ایک شرف یہ ہے کہ میری تمام اولاد

(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۳۴ (۲) طبقات بن سعد: ۴۶۴/۸ (۳) سیرت ابن ہشام: ۱۹۱/۱

(۴) بخاری' مناقب الانصار: باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ و فضلہا رضی اللہ عنہا ح: ۳۸۱۸

Marfat.com

انہیں کے بطن سے ہوئی''۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کی عظیم بیٹیوں کے سوانح حیات میں مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے متعدد قیمتی اسباق ہیں مثلاً:

۱۔ ماں کو اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرنی چاہیے۔ اور اس میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھنی چاہیے۔ ورنہ نقصان ہی نقصان ہے۔

۲۔ نیکی ضائع نہیں جاتی۔ اور اس کا اثر ناپائیدار نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔ اور انجام کار نیکی ہی کو استحکام و دوام حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ صحیح بیوی وہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا اس قدر ساتھ دے اور اس کو اس قدر سکھی رکھے کہ وہ آخر زندگی تک اس کی یادیں نہ بھلا سکے۔ اسی طرح شوہروں کو بھی بیویوں سے نیک برتاؤ کرنا چاہیے کہ عورتیں انہیں یاد کریں۔

۴۔ رشک ایک فطری چیز ہے یہ گاہے نیک لوگوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ البتہ اسے حسد میں تبدیل نہیں ہونے دینا چاہیے۔

۵۔ نکاح شادی کے لیے اپنے خاندان کو ترجیح دینی چاہیے اور بجائے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے اپنے خاندان کو فائدہ پہنچانا چاہیے۔ یہ پہلا حق ہے۔

۶۔ نکاح شادی میں عقیدہ و شرافت کو سب سے پہلے دیکھنا چاہیے ورنہ کسی وقت بھی رشتہ ازدواج کو دھچکا لگ سکتا ہے۔

۷۔ خواتین کو اپنا سیرت و کردار مضبوط رکھنا چاہیے۔ سیرت و کردار کی خوبی سب سے بڑی خوبی ہے۔ اس سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس کی بدولت ہر چوٹی سر ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب

اسلام کی محسنہ' دین حق کی شیدائیہ' رسول اللہ ﷺ کی فدائیہ' غمگسار ملت حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے اوصاف ومحاسن کا حصروشمار کوئی آسان نہیں ہے۔ تاہم ذیل میں آپ کے وہ محامد ومکارم درج کیے جاتے ہیں' جوکتب حدیث و آثاراور تاریخ وسیر میں مذکور ہیں اور پایہ ثبوت کو پہنچے ہوئے ہیں۔

افضل ترین خاتون

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

خَیْرُ نِسَآئِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُنِسَآئِھَا خَدِیْجَۃَ (۱)

''اپنی امت میں مریم بنت عمران (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ) تمام مستورات میں بہترین تھیں اور امت محمدیہ میں خدیجہ بنت خویلد سب عورتوں سے افضل تریں خاتون ہیں''۔

خواتین جنت میں بہترین

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ چارعورتیں خواتین جنت میں سب سے بہترین ہیں۔ (۱) آسیہ زوجہ فرعون (۲) مریم بنت عمران' (۳) خدیجہ بنت خویلداور (۴) فاطمہ بنت محمد (ﷺ) (۲)

---

(۱) بخاری' احادیث الانبیاء: باب (وَاِذْ قَالَتِ الْمَلآئِکَۃُ یَا مَرْیَمُ الخ) مسلم' فضائل الصحابہ: باب فضائل خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہاح ۲۴۳۰ (۲) مسند احمد: ۳۲۲/۱

Marfat.com

امورنبوت کی معاون

حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔[1] ایک دفعہ آدم علیہ السلام نے کہا:

قیامت کے روز گوتمام انسانوں کا سردار مجھے ہی کہا جائے گا۔مگر میری اولاد میں ایک رسول مبعوث ہوگا جواحمد نام سے موسوم ہوگا۔وہ مجھ پر دو باتوں میں فضیلت پائے گا۔ایک یہ کہ اس کی بیوی (خدیجہ رضی اللہ عنہا) رسالت کے امور میں اس کی معاون رہے گی۔ خالانکہ میری اہلیہ نے مجھ کو گناہگار بنا کر بہشت سے خارج کرا دیا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس نبی محمد (ﷺ) کو شیطان لعین پر غالب کر دے گا اور طاغوت مردود اس کی اطاعت میں ہو جائے گا۔ (حالانکہ وہ میرے اخراج جنت کا باعث بنا تھا)

اللہ کی طرف سے محبت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اکثر یاد کرتے رہتے تھے۔ایک دن میں ان کا ذکر سن کر غصے ہوگئی اور کہا۔یارسول اللہ ﷺ! آپ تو ہر وقت خدیجہ خدیجہ ہی پکارتے رہتے ہیں۔ ''یہ اس لئے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت اللہ کی طرف سے مجھے دی گئی''۔[2]

تکذیب میں تصدیق کرنے والی ۔

یہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ۔ایک دن خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ آئیں اور اندر آنے کی اجازت چاہی ۔رسول اکرم ﷺ نے ان کی آواز سنی تو

(۱) مواہب الدنیہ: ۲/۷۷ وقال اخرجہ الدولابی کما ذکرہ الطبری (۲) مدارج النبوۃ ۲/۷۹۹۔مسلم، فضائل الصحابہ: باب فضائل خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ح: ۲۴۳۵

Marfat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آیا گیا۔ حضور ﷺ کو اس کے آنے کی خوشی ہوئی اور مسرت سے فرمایا:

''یا اللہ! یہ تو ہالہ بنت خویلد ہمشیرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضور ﷺ سے یہ سن کر مجھ میں بہت رشک پیدا ہوا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ تو ہر وقت قریش کی اس بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جس کی پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں۔ جس کے دانت گر چکے تھے اور جو مدت سے فوت بھی ہو چکی ہے اور اللہ نے اس کا نعم البدل بھی آپ کو عطا فرما دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کوئی عورت نہیں ہو سکتی۔ جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو اس نے میری تصدیق کی۔ اور جب لوگ کفر و جہالت میں گرفتار تھے تو اس کے دل میں اسلام کا نور چمک رہا تھا۔ (۱)

بے پناہ صفات کی مالکہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں جس قدر رشک مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا تھا اس قدر اور کسی بیوی پر نہیں آتا تھا۔ حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ اور اس رقابت کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بہت زیادہ یاد کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے جب بھی کوئی بکری وغیرہ ذبح کی تو اس کا گوشت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلوں کو ضرور بھجوایا، اور بعض دفعہ تو میں آپ ﷺ سے کہہ دیا کرتی تھی کہ حضور ﷺ! کیا آپ کے خیال میں دنیا کی کوئی عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمسر نہیں؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ فرماتے۔ نہیں، وہ ان گنت صفات کی مالکہ تھی اور اس کے بطن سے میری اولاد پیدا ہوئی۔ (۲)

---

(۱) مسند احمد: ۶/ ۱۱۷۔۱۱۸، واصلہ فی الصحیحین

(۲) بخاری، مناقب الانصار: باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ وفضلھا رضی اللہ عنہا ح: ۳۸۱۸

اللہ تعالیٰ کا سلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام غار حرا میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور کہنے لگے یا رسول اللہ! خدیجہ رضی اللہ عنہا کسی برتن میں کھانا لئے آپ کے پاس آرہی ہیں۔ جب وہ آئیں، تو انہیں رب العالمین کا سلام کہنا۔ اور یہ خوشخبری سنانا کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ان کے لئے موتیوں کا ایک محل تیار کیا ہے۔ اس محل میں نہ رنجیدگی وافسردگی ہے نہ شوروغوغا۔ (۱)

لیکن ایک دوسری روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے فرمایا: اگر خدیجہ رضی اللہ عنہا آئیں تو انہیں میرا اور اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچا دینا اور جنت میں مرواریدی محل کا مژدہ سنادینا۔ (۲)

خوشنودی رسول

خدیجہ طاہرہؓ آنحضرت ﷺ کی وہ اولین محبوب ترین بیوی ہیں جن کی پچیس سالہ ازدواجی زندگی میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں رسول اللہ ﷺ ان سے یا وہ رسول اللہ ﷺ سے ناراض ہوئی ہوں۔ وہ آنحضور ﷺ کی خوشنودی کے حصول میں ہمہ وقت مصروف وکوشاں رہتی تھیں۔

رسالت کی بلاتاخیر تصدیق

خدیجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی عظیم شناخت اور اعلیٰ فہم وفراست کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ پہلی وحی نازل ہوتے ہی وہ حضور ﷺ کی رسالت پر فوراً ایمان

(۱) بخاری، مناقب الانصار: باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وفضلھا ح: ۳۸۲۰۔ مسلم، فضائل الصحابۃ: باب فضائل خدیجۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا ح: ۲۴۳۲ (۲) ایضاً

Marfat.com

لے آئیں اور اس بارے میں کسی قسم کی حیل و حجت اور چون چرا نہیں کی، بلکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پریشانی اور غمناکی کو دور کیا اور انہیں یقین دلایا کہ جو واقعہ آپ سے پیش آیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

یقین کامل

عہد نبوت کی دہ سالہ زندگی میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ایک دفعہ بھی یہ خیال تک نہیں گزرا کہ رسول اللہ ﷺ کا دعوائے نبوت مشکوک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا جوں جوں حضور ﷺ کے حالات کا مطالعہ کرتی رہیں۔ آپ کا یقین ترقی کرتا گیا اور آپ کا قلب مطہر ہر قسم کے ظنون وشبہات اور وہم وسواس سے پاک رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نہایت امیر خاتون تھیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے عقد میں آتے ہی تمام امارت اور سارے ٹھاٹھ باٹھ کو لات ماردی۔ اور ہمہ تن نبی کریم ﷺ کی اطاعت وخدمت میں مصروف ہوگئیں۔ یہاں تک کہ متعدد غلام اور خادمائیں موجود ہونے کے باوصف آنحضرت ﷺ کے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ اور ان کی خدمت وفرمانبرداری کو سب سے بڑی سعادت سمجھتی تھیں۔

ایمان کی مضبوطی

اس پاکباز خاتون نے جوں جوں لوگوں کی عداوت کو بڑھتے اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے دیکھا۔ توں توں ان کا ایمان اور پختہ ہوتا گیا۔ اور اس میں ذرا بھی خلل نہ آنے دیا۔ خدیجہ طاہرہؓ اس قدر کامل الایمان اور صادق الیقین خاتون تھیں کہ اگر کسی مسلمان کے مرتد ہونے کی خبر سن پاتیں اور اس خبر سے مسلمانوں کو پریشان دیکھتیں تو اہل اسلام کی پریشانی دور فرماتیں اور کہتیں کہ سچے دل سے اسلام

Marfat.com

میں آنے والا کبھی حق سے منحرف نہیں ہوسکتا۔ہاں! جو شخص اوپرے دل سے مسلمان ہوا اور ایمان میں کامل نہیں' اس کا دین سے پھر جانا قابل اعتناء نہیں ہے۔اس لئے کہ اللہ کو ایسے کھوکھلے ایمان کی ضرورت نہیں۔

شرک سے نفرت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نسبت یہ متحقق ہے جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے بھی بت پرستی نہیں کی۔اور عبادت غیر اللہ کو عقل سلیم اور فطرت انسانی کے خلاف جانا۔لیکن دولت دین سے مالا مال ہونے کے بعد تو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک و بدعت اور جہالت و ضلالت سے بیزاری کا اظہار فرماتے تھے۔اسی طرح خدیجۃ الکبریٰ رض بھی تمام مشرکانہ اور جاہلانہ رسم و رواج کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔چنانچہ آیت کریمہ اَفَرَئَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی (۱) نازل ہوئی۔تو خدیجہ رضی اللہ عنہا بت پرست مردوں عورتوں سے فرمایا کرتی تھیں' کہ اے مشرکو! اب تو مٹی اور پتھر کی مورتیوں کو پوجنے سے باز آؤ اور غور کرو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک تمہارے معبودان باطل کے متعلق کیا فرما رہے ہیں؟

مالی قربانیاں

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے راستے میں جتنا مال و زر خرچ کیا اس کی مثال کسی بھی بڑے سے بڑے سخی کے حالات میں نہیں مل سکتی۔اس عالی قدر خاتون نے اپنا تمام مال و اسباب' اور روپیہ اللہ کی خوشنودی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا' تبلیغ اسلام اور اعانت اہل اسلام کے لئے وقف کردیا۔اپنے خزانے فی سبیل اللہ صرف کر کے خود اپنی زندگی فقر و فاقہ میں بسر کردی۔غریبوں' محتاجوں' بھوکوں' ننگوں' مسافروں' مسکینوں' یتیموں اور مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد پر تمام سرمایہ لٹا دیا۔اور راضی برضا

(۱) سورۃ النجم۔آیت ۱۹۔۲۰

Marfat.com

ہو کر بیٹھ گئیں۔ تاریخ انسانی ایسی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

زہد و تورّع

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خزانوں کی مالک تھیں' سونے چاندی جواہرات میں کھیلتی تھیں' تجارت کے شاہی سلسلے تھے' اللہ نے امارت اور حکومت دی تھی۔ لیکن رسول بر حق صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بن کر انہوں نے سب کچھ بھلا دیا۔ اور یہ حالت ہو گئی کہ انہیں اپنی کوئی فکر نہ تھی اپنی ضروریات کا ذرا خیال نہ تھا۔ ہمیشہ دوسروں کا ہی خیال دامنگیر تھا اپنے منہ سے نکال کر اپنی اولاد سے چھین کر سائلوں اور محتاجوں کو دیتی تھیں اور خود تنگی میں گزارا کر لیتی تھیں۔

انصاف سے کہیے! کیا ایسی خوبیاں کسی دوسری عورت میں نظر آتی ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خوبیاں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی کو عطا فرمائی تھیں۔

وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ. ط

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری خواتین کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ جملہ اوصاف و کمالات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❀❀❀

Marfat.com

خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا انتقالِ پُر ملال

عام الحزن

جس محسن و غم خوار خاتون نے اسلام اور اہل اسلام پر بے شمار احسان کیے۔ اور اپنے محبوب و گرامی قدر شوہر صلی اللہ علیہ وسلم اور دین توحید کے فداکاروں کے مصائب و آلام کو اپنی قربانیوں اور دانشمندانہ تدبیروں سے دبائے رکھا۔ جس اولین مومنہ، اولین مسلمہ نے اولین وحی کو تسلیم کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔ آخر حق تعالیٰ کے اٹل قانون کے ماتحت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے آئین کے سامنے اسے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور دنیا و آخرت میں رسول برحق علیہ التسلیم کی محبوب اہلیہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پچیس برس اپنے عالی مقام خاوند کے ساتھ گزار کر ۶۰ برس کی عمر میں بماہ رمضان ۱۰/ نبوت جنت الفردوس کو سدھار گئیں۔[1] انا لِلّٰه وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی اکرم رضی اللہ عنہا نے اپنے دست اقدس سے قبر میں اتارا اور مقبرۂ مجون میں سپرد خاک کیا۔ دفن کرنے کے بعد اور دفن کرنے سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے مغفرت فرمائی۔ اسلام میں اس وقت نماز جنازہ کا ابھی آغاز نہ ہوا تھا۔

صدمۂ عظیم

اپنی غمگسار اور ہمدرد مونس بیوی کی وفات حسرت آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) الاصابۃ: ۴/۲۸۳

Marfat.com

کو ایسا صدمہ ہوا کہ اتنا بڑا صدمہ نہ حضور ﷺ نے اس سے پہلے دیکھا نہ اس کے بعد دیکھا۔

نبوت کے دسویں سال میں آپ کو دو عظیم صدمات برداشت کرنا پڑے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رحلت سے چند ہی روز پیشتر آپ کے پرورش کرنے والے ہر مصیبت اور مشکل میں آپ کا ساتھ دینے اور ہر گام آپ کی امداد کرنے والے چچا ابو طالب فوت ہو چکے تھے۔ ابو طالب اگر چہ آخر دم تک اسلام قبول کرنے سے محروم رہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد بلکہ اصرار کے باوجود خفیہ طور پر کلمہ پڑھنے تک کی بھی ان کو توفیق نہ ہوئی لیکن پھر بھی ان کا وجود جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے بلکہ تمام اہل ایمان کے لئے اس لحاظ سے سود مند تھا کہ انہوں نے اپنے محترم بھتیجے (حضرت محمد ﷺ) اور دوسرے مسلمانوں کی امداد و اعانت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ کفار مکہ جب حضور ﷺ کو کوئی تکلیف یا دھمکی دیتے تو ابو طالب سینہ سپر ہو جاتے اور آپ پر جان تک فدا کرنے کو تیار ہو جاتے۔ ایسے شفیق و غم خوار ایسے ہمدرد و معاون چچا کے مرنے کا صدمہ آپ کو اور سب مسلمانوں کو کیوں نہ ہوتا؟ اور کیوں نہ ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے؟

ابو طالب کی وفات کا جانکاہ صدمہ ہنوز تازہ بتازہ تھا کہ خدیجہ ایسی دلدار و اطاعت گزار بیوی کی رحلت نے اس زخم پر اور نمک چھڑکا اور بیک وقت دو رفیقوں' دو مونسوں' دو حامیوں اور دو محافظوں کے اٹھ جانے سے آنحضور ﷺ پر جو حالت گزری بیان سے باہر ہے۔

اسی بہت بڑے دکھ اور اندوہ کی مناسبت سے آنحضرت ﷺ نے نبوت کے دسویں سال کا نام ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال رکھا۔ (۱)

(۱) مختصر سیرت الرسول ص: ۹۸

کفار کے ناپاک عزائم

ابو طالب اور خدیجۃ الکبریٰؓ کے انتقال کے بعد کفار و مشرکین کو بے حد خوشی ہوئی وہ مسرت سے اچھلنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ ہمارے راستے میں جو دو شخصیتیں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں اور ہر وقت محمد کی حفاظت اور حمایت کرتی رہتی تھیں وہ دور ہو گئیں۔ اب ہم آزادی واطمینان سے اس کو اور اس کے دین کو ختم کرنے میں کامیاب ہوں گے اور اسی وقت دم لیں گے جب محمد اور اس کے اسلام کا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا طاہرہ کی آنکھیں بند ہوتے ہی مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے زیادہ ستانا اور دکھ دینا شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم توڑے کہ ان کے تصور سے کپکپی آ جاتی ہے۔ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے اور جان سے مارنے کی ہر جگہ خفیہ و علانیہ کوششیں اور سازشیں ہونے لگیں۔ اسلام قبول کرنے والوں کو انسانیت سوز اور لرزا دینے والی سزائیں دی جانے لگیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو کئی کئی روز بھوکا پیاسا رکھا جاتا اور انہیں طرح طرح کی خوفناک تکلیفیں دی جاتیں۔

اللہ تعالیٰ کی حمایت

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بول بالا ہوتا گیا۔ دین اسلام بڑھتا اور پھیلتا گیا۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے بد باطن دشمن خائب و خاسر اور ناکام و نامراد ہو کر تباہ و برباد ہوتے گئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کے اڑھائی تین سال بعد ہجرت کا حکم ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ مسلمانوں سمیت مکہ کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے۔ جہاں اللہ کریم نے اسلام کو خوب فروغ بخشا۔ چند ہی سالوں میں دین اسلام ساری دنیا میں

Marfat.com

پھیل گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتحانہ انداز سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ حق تعالیٰ نے دشمنوں کو دکھایا کہ جس کا کوئی بھی حامی و ناصر نہ ہو۔ اللہ مالک الملک خود اس کی حفاظت وحمایت اور اس کی امداد و اعانت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور ایک بے بس و بے کس اور بے یار و مددگار شخص کو فتح و نصرت عطا کر کے اس کو تمام اعداء پر غالب کر دیتا ہے۔

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی یاد

اسلام کے عظیم فروغ وارتقاء اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فتح وظفر کو دیکھ کر جناب ختمی رسالت علیہ الثناء والتحیۃ اپنی محبوب اور اطاعت گزار بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بھول نہیں گئے۔ جیسا کہ عام لوگوں کا قاعدہ ہے کہ کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد کاروبار زندگی میں کچھ ایسے مصروف ہو جاتے ہیں کہ اپنے فوت شدہ عزیزوں اور تعلق داروں کو ایسا فراموش کر دیتے ہیں کہ بھولے سے کبھی ان کا نام نہیں لیتے۔ نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کبھی نہیں بھلایا۔ ان کے احسانوں، ان کی نیکیوں، ان کی فداکاریوں، ان کی جاں نثاریوں، ہمدردیوں، غم خواریوں، فرمانبرداریوں، قربانیوں غرض کسی بات، کسی عادت، کسی فضیلت، کسی وصف اور کسی صفت کو فراموش نہیں کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے ایک نہ دو، پورے دس نکاح کیے۔ جو نفسانی خواہشات کے لئے نہیں، بلکہ مصالح ملکی وقومی، مشیت الٰہی اور حکمت الٰہی کے ماتحت کیے۔ لیکن دس بیویوں کی موجودگی میں جن میں بعض بیویاں جوان بھی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہیں کیا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن رشک ورقابت کی وجہ سے بعض دفعہ کہہ اٹھتی تھیں کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ہر وقت خدیجہ خدیجہ رہتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک کمزور

Marfat.com

اور بوڑھی عورت تھی''۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اور آبدیدہ ہو کر فرماتے:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مرتبہ کو کوئی عورت نہیں پہنچ سکتی۔ وہ بے انتہا خوبیوں کے مالک اور تمام عورتوں سے افضل اور بہتر تھیں''۔ (۱)

اللہ اکبر! اس عظیم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو کیسے عظیم سبق دیئے ہیں اور اپنے اسوۂ حسنہ سے مسلمان مردوں اور عورتوں کو بہترین ازدواجی تعلقات قائم رکھنے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے، دین کی خاطر مال و زر کی قربانی دینے اور تبلیغ و اشاعت میں ہمہ وقت مصروف رہنے کی ایسی تلقین و ہدایت فرمائی ہے کہ اگر مسلمان بھائی اور مسلمان بہنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلیں تو ان کی زندگیاں بہشت بریں کا نمونہ بن سکتی ہیں۔ اور وہ دنیا اور آخرت میں عروس کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے مبارک طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❀❀❀

(۱) بخاری، مناقب الانصار: باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ وفضلها رضی اللہ عنہا ح: ۳۸۱۸۔ مسند احمد ۶/۱۱۷،

Marfat.com

غیر مسلم مصنفین کی آراء

(۱) پروفیسر آرچبائیلڈ رکن ادارہ تاریخ آکسفورڈ یونیورسٹی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق لکھتا ہے:

''محمد عربی کی پہلی بیوی خدیجہ بہت دانا' ایثار پیشہ اور بردبار خاتون تھیں۔ اس نے مشکلات میں نہ صرف اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔ بلکہ اس کی تسلی کر کے تبلیغ پر آمادہ کرتی رہی اس نے اپنے مال اور اپنی عقل مندی سے مصیبت زدہ مسلمانوں کی ابتلاؤں کو رفع کیا اور محتاج لوگوں کی بہت امداد کی''۔

(بریف لائف آف اریبین ریفارمرز)

(۲) مسٹر جے' فان سٹنگ لیکچرار برلن یونیورسٹی (جرمنی) سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی نسبت رقمطراز ہے:

''خواتین اسلام میں جو مرتبہ محمد صاحب کی پہلی بیوی خدیجہ کبریٰ کو حاصل ہے وہ کسی اور خاتون کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ پاکباز خاتون بہت ہی زیرک' معاملہ فہم' ذہین اور باتدبیر تھی۔ اس کی خردمندی اور دانائی کی بدولت اسلام نے خوب ترقی کی۔ اور پیغمبر اسلام کی مشکلات کا ازالہ ہوا۔ یہ بڑی حوصلہ منداور دین پرور خاتون تھی' جس نے محمد صاحب اور ان کے مذہب پر سب کچھ قربان کر دیا۔ پس یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ وفاداری' اطاعت شعاری اور جانثاری میں ایسی عورت کوئی مشکل سے ہی پیدا ہوگی''۔ (اسلامک میرج

Marfat.com

لاز)

(۳) جالندھر (بھارت) کا لالہ آتمارام المعروف ''مؤرخ عالم'' اپنی ایک کتاب میں تحریر کرتا ہے:

''سچ پوچھیے' تو حضرت محمد صاحب کے دعوے نبوت کو تقویت دینے اور اسلام کو مضبوط کرنے والی محمد صاحب کی بیوی تھی جو خدیجہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس نے نازک تریں حالات میں بھی اپنے خاوند اور اس کے ماننے والوں کو ڈھارس دی۔ اور اس کام کے لئے اپنا سارا مال و متاع خرچ کر دیا۔ یہ عورت بہت ہی دانشمند اور دلاور تھی''۔ (تاریخ عرب)

(۴) انگلینڈ کا معروف تاریخ دان اور گریٹ بری ٹین کالج مانچسٹر کا وائس پرنسپل ام المومنین سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی تعریف و توصیف میں یوں رطب اللسان ہے:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا جن اوصاف کی مالک تھی غیر مسلم تو کیا مسلمان بھی ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ یہ خاتون بڑی قوی دل' جرأت مند' باحوصلہ' متحمل اور سنجیدہ تھی۔ پیغمبر اسلام کے مشن کو کامیاب بنانے اور اسلام کو عرب میں پھیلانے میں اس نے نمایاں کردار ادا کیا اور وہ کام کر دکھایا جو کسی بہادر مرد سے ہونا بھی ناممکن تھا۔ نسوانی دنیا ایسی ہوش مند اور مدبر عورت ہمیشہ پیدا نہیں کر سکتی''۔ (اے ویو آف اسلام)

❀❀❀

Marfat.com

......فاقرأ علیها السلام من ربها و منی و بشرها ببیت فی الجنة......

...انہیں پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے ان (خدیجہ رضی اللہ عنہا) کو سلام کہیے اور ان کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دیجیے...... (صحیح بخاری: 3820)

سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حکیم محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

297.9921
خ 49 ا
108590

Marfat.com